قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ہ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں شور ہے | عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ط | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے ساڑھے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۴ | ۱۵ و ۱۶ مئی ۱۹۱۷ء | سہ شنبہ و شنبہ | مطابق ۲۲ رجب ۱۳۳۵ھ | نمبر ۹۰-۹۱

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح - اخبار احمدیہ - فہرست نو مبائعین ۱-۲
شیعوں کیطرف سے رسالہ اصلاح کے بیجا اعتراضات کے جوابات - آریہ سماج میں شدھی ۳-۴
خطبہ جمعہ (آنحضرت صلعم کی شان) قرضہ جنگ کے متعلق ہماری تجویز منظور ۵-۶-۷
اسرار احمد - غزل - مختصر روئداد مقدمات قرنہ ۸-۱۱
سفر انگلستان - دہرم سالہ میں زلزلے سے نقصان - مولوی محمد علی صاحب کے چند سوالات کے جواب - زار کی حالت زار - ہندوستان کی خبریں - جنگ ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶

مدینۃ المسیح

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح بخیریت ہیں۔

۱۴ تاریخ ماسٹر عبد الرحیم صاحب کو حج کی نیت سے عازم سفر ہونے پر مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے ٹی پارٹی دی۔ اور ایڈریس پیش کیا۔ جناب ماسٹر صاحب عزیز محمد سعید صاحب خلف جناب ابوبکر یوسف صاحب کے ہمراہ ۱۶ تاریخ یہاں سے روانہ ہو گئے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ آپ کو بخیریت منزل مقصود پر پہونچائے۔ اور واپس لائے۔

(ماریشس) ماریشس سے چار احباب دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے وارد دار الامان ہوئے ہیں جنمیں تین نو عمر بچے ہیں۔ دینی تعلیم حاصل کرنیکے بعد انشاء اللہ اپنے ملک میں جاکر تبلیغ کا کام سر انجام دینگے۔ خدا توفیق دے۔

اخبار احمدیہ

جناب مفتی صاحب کا خط مارسلز سے لکھا ہوا

حال میں جناب مفتی صاحب کا مندرجہ ذیل خط موصول ہوا ہے جو آپ نے ۱۳ اپریل مارسلز سے لکھا تھا۔ "عاجز بخیریت مارسلز پہونچا۔ اور اسوقت اسٹیشن پر بیٹھ کر یہ خط لکھ رہا ہوں۔ یہاں سب لوگ فرانسیسی بولتے ہیں انگریزی کوئی نہیں جانتا اسواسطے تبلیغ کا کوئی موقعہ نہیں ملا۔ سوائے چند عربوں سے کے جو الجیریا کے رہنے والے ہیں۔ اور فوج میں بھرتی ہو کر جا رہے ہیں۔ مگر ان کی عربی بھی ذرا مشکل ہے بہت کم میری بات سمجھے ہیں۔ تاہم کچھ کان میں ڈالدیا ہے اللہ تعالیٰ بار آور کرے۔ ہماری گاڑی رات گیارہ بجے چلیگی اور کل شام ۴ بجے انشاء اللہ پیرس پہونچیگی۔ سُنا گیا ہے کہ آگے جانے کے واسطے گاڑیوں میں جگہ بہت کم ملتی ہے اور پیرس میں معلوم نہیں کتنا ٹھہرنا پڑے۔ اگر ٹھہرنا ہوا۔ تو بظاہر بے سود معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ فرانسیسی لوگ یہ خیال رکھتے ہیں کہ سارا جہان انکی زبان سیکھے اور وہ کسی کی زبان نہ سیکھیں۔ کھانے کی تکلیف ہے۔ کیونکہ گوشت کھانا نہیں اور دوسری اشیاء قوت بدن کے واسطے کافی نہیں۔ پیرس میں کوئی یہودی ہوٹل تلاش کروں گا۔ بشرطیکہ گراں نہ ہو۔ آج میں کسی ہوٹل میں نہیں اترا۔ اسٹیشن پر آ بیٹھا ہوں ہمارا جہاز دو دن جزیرہ مالٹا میں پڑا رہا۔ کیونکہ آگے خطرہ تھا پھر دو جنگی جہاز ہمارے ساتھ ہوئے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مالٹا میں بشارت دی۔ کہ ہم بخیریت مارسلز پہونچے جہاز کے کئی لوگ میرا ایڈریس لے گئے۔ جنکو تبلیغ کی جا رہی تھی"۔

ملک ایران میں تبلیغ

برادر مکرم جناب غلام حسین صاحب

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب مینیجر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا)

صوبیدار بو بھر ستے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ شیخ محمد علی صاحب جن کا اس علاقہ کا سفیر آنا۔ علاوہ ازیں کہ علمیت کا شور و غل ہے اور کرنٹ (کرنل) سے کتب کے سند یافتہ ہیں۔ خاکسار کے دلائل کو نہ توڑ سکے۔ اور جب کوئی جواب نہ دیا۔ تو اخی المکرم مولوی فضل الدین صاحب احمدی انکی خدمت میں جا کے جواب طالب ہوئے۔ بہت سے تکرار کے بعد انہوں نے اقرار کیا کہ تم قرآن اور احادیث صحیحہ سے دلائل پیش کرو۔ میں جواب دونگا۔ اور دعوےٰ کیا کہ میری عربی بمقابلہ امام الزمان احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام فصاحت اور بلاغت میں اعلےٰ ہے۔ جس پر خاکسار نے امام آخر الزمان حجۃ اللہ فی الارض کی کتاب ایام الصلح سے دلائل پیش کئے۔ اور کہا کہ اتوار کے روز حاضر خدمت ہوں گا۔ خاکسار حسب اقرار اتوار کو ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیخ صاحب شرعی مقدمات کا فیصلہ فرما رہے تھے۔ خاکسار بیٹھ گیا دیکھ دیر کے شیخ صاحب فرمانے لگے۔ (یہ سب باتیں فارسی میں ہوئیں)

شیخ محمد علی۔ فارسی [illegible]

احمدی۔ ہاں خاکسار

شیخ محمد علی۔ پہلے تمہارا [illegible] ہے۔ ملا ہے

احمدی۔ کیوں آپ نے واپس کیا ہے۔ مجھے نہیں ملا۔ کیا آپ جواب دینے سے عاجز اور قاصر ہیں؟

شیخ محمد علی۔ جواب زبانی دے سکتا ہوں لیکن لکھنا مناسب نہیں سمجھا ✦

احمدی۔ آپ نے جواب لکھنے کا اقرار کیوں کیا تھا۔ اور اس سے پہلے ایک خط کا جواب کیوں لکھ کر دیا تھا۔ نسبت زبانی بحث کرنے کے تحریری بحث جو بالمقابل بھی ہو کچھ خوف نہیں رکھتی۔ آپ کا منصب تو مقدمات شرعی کا فیصلہ کرنے کا ہے۔ پھر خوف کس بات کا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ جواب دینے سے عاجز اور ساکت ہیں ✦

شیخ محمد علی۔ میں نے عربی بمقابلہ احمد قادیانی فصیح اور بلیغ لکھی ہے۔ ایک نصرانی کے سامنے ہر دو پڑھی جاویں تا معلوم ہو سکے کہ کون فصحا میں داخل ہے ✦

احمدی۔ کسی امر کا فیصلہ وہی کر سکتا ہے۔ جو متنازعہ فیہ امر سے واقفیت رکھتا ہو۔ اور فاضل ہو۔ اور آپ کہتے ہیں کہ اس کا فیصلہ کسی عیسائی سے کرایا جائے۔ گویا آپ نے یہ مان لیا کہ ایک نصرانی آپ سے بہتر عربی جانتا ہے۔ پس جب ایک عیسائی فصاحت و بلاغت میں اعلیٰ ہو۔ تو پھر یہ معیار صداقت نہ رہا ✦

شیخ محمد علی۔ شیراز بھیجکر فیصلہ پوچھ لینگے ✦

احمدی۔ شیراز وغیرہ کی آپ تکلیف نہ کریں۔ آپ سورہ فاتحہ کی عربی میں تفسیر لکھیں۔ بعدہٗ امام آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب اعجاز المسیح میں تفسیر سورہ فاتحہ سے مقابلہ معارف و حقائق قرآنیہ اور عربی فصاحت و بلاغت میں کرینگے۔ اس سے اظہر من الشمس ہو جائیگا۔ کہ آپ کو قرآن کریم سے کس قدر تعلق ہے ✦

شیخ محمد علی۔ میں تفسیر الحمد شریف نہیں لکھتا ✦

احمدی۔ کیوں نہیں لکھتے بالفاظ دیگر گویا آپ اقرار کرتے ہیں کہ آپ الحمد شریف کی تفسیر سے عاجز ہیں ✦

شیخ محمد علی۔ میں الحمد شریف بلکہ کسی آیت شریف کی تفسیر نہیں لکھتا ✦

احمدی۔ اچھا میرے پیش کردہ دلائل کا جواب بھی دے سکتے ہیں یا نہیں ✦

شیخ محمد علی۔ مفتری علی اللہ بہت گذرے ہیں جنہوں نے چالیس سال عمر پائی ✦

احمدی۔ کسی ایسے شخص کا الہام جو الکتاب و صفوں بتیئیں تاریخ پیش کریں تا معلوم ہو سکے کہ بعد از اشاعت الہام کس قدر کسی نے مہلت پائی۔ اس کا بھی جب وہ کوئی ثبوت نہ دے سکا۔ تو خاکسار نے حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھو میرے دلائل سے ثابت ہے کہ مفتری علی اللہ کو صادق کی طرح کبھی مہلت نہیں ملتی۔ اسکے خلاف شیخ صاحب کوئی ثبوت نہیں دے سکتے۔ پھر احادیث کسوف خسوف کا جواب دینے سے عاجز ہیں۔ اور قرآن شریف کی سورہ فاتحہ یا کسی اور آیت کی تفسیر لکھنے سے معذور۔ پس یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ کسی بات کا جواب نہیں دے سکے۔ اس کے بعد خاکسار واپس چلا آیا ✦

اطلاع

مشین مین کے رخصت پر چلے جانے کی وجہ سے مجبوراً دو پرچے اکٹھے شائع کئے جاتے ہیں (مینیجر)

فہرست نومبائعین

(بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۱۷ء)

یہ نمبر شمار جنوری سنہ ۱۹۱۷ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض لوگ جو قادیان آکر بیعت کرتے ہیں۔ ان کے نام محفوظ رکھنے کی اس وقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں ہو سکی۔ پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنیوالوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کبھی نہ کبھی بات [illegible] ہیں۔ دفتر الفضل کو جس قدر نام مہیا ہو سکتے ہیں ساتھ شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انہیں کا یہ نمبر شمار ہے۔ (ایڈیٹر)

۵۷۴ - بابو خدا بخش صاحب - پورٹ بلیئر
۵۷۵ - میاں علی شیر صاحب - ضلع لودھیانہ
۵۷۶ - " خدا بخش صاحب - " "
۵۷۷ - فرزند خدا بخش صاحب - " "
۵۷۸ [illegible] " " "
[illegible] بیبا - " "
۵۸۰ - مسماۃ والدہ غلاں " "
۵۸۱ - میاں ماموں صاحب " "
۵۸۲ - دیدار بخش صاحب " "
۵۸۳ - میاں شیر محمد صاحب " "
۵۸۴ - مسماۃ مالاں صاحبہ " "
۵۸۵ - مسماۃ مریم صاحبہ " "
۵۸۶ - میاں عطاء الٰہی صاحب " "
۵۸۷ - میاں علی محمد صاحب " "
۵۸۸ - میاں عبداللہ صاحب " "
۵۸۹ - چودھری جان محمد صاحب - ضلع گجرات
۵۹۰ - میاں غلام محمد صاحب - ضلع جہلم
۵۹۱ - میاں پیر محمد صاحب - ضلع سیالکوٹ
۵۹۲ - مسماۃ رحمت بی بی صاحبہ - " "
۵۹۳ - مسماۃ عمری صاحبہ - ضلع جالندھر
۵۹۴ - مسماۃ مریم صاحبہ - " "

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۵ مئی ۱۹۱۷ء

شیعوں کے رسالہ اصلاح کے بیجا اعتراضات اور اُن کے جوابات

رسالہ اصلاح میں جو ایک شیعہ صاحب کی زیر ایڈیٹری شائع ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کچھ بے جا اور لغو اعتراضات شائع ہو چکے ہیں۔ ہمیں ضرورت نہ تھی۔ کہ ان بے ہودہ سوالات کے جوابات دینے کے لئے قلم اُٹھاتے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب اصلاح کے اصرار پر ہم نہایت اختصار سے کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ امید ہے وہ اور دیگر تمام شیعہ حضرات ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرینگے اور ضد اور تعصب سے کام لیکر حق سے محروم نہ رہینگے۔

ایڈیٹر رسالہ اصلاح نے لکھا ہے کہ کچھ لمبر حیات مسیح کے نبی نہ ہونے کا ثبوت ہے۔ وہ حیات مسیح کا مسئلہ ہے۔ خود مرزا صاحب پہلے حیات مسیح کے قائل تھے۔ لیکن پھر اسکے خلاف کہنے لگے۔ اگر اس امر کو حضرت مسیح موعود کے نبی نہ ہونے کی دلیل ٹھہرایا جائے۔ تو پھر کیا اس طرح سے یہود اور نصاریٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ پہلے چونکہ بیت المقدس کو ہی قبلہ و کعبہ جانتے تھے۔ اور اسی کی طرف موُنہ کرکے عبادت بجالاتے تھے۔ لیکن بعد میں اسکو چھوڑ کر بیت اللہ کو اپنا قبلہ و کعبہ بنانا انکے نبی ہونے کے منافی ہے۔ ضرور کہہ سکتے ہیں۔

پس اگر ہمارے مقابلہ میں ایڈیٹر اصلاح کا مذکورہ بالا استدلال حیات مسیح کے متعلق درست ہے تو پھر ماننا پڑیگا کہ یہود و نصاریٰ بھی حق بجانب ہیں۔ جو جواب ایڈیٹر صاحب اصلاح انہیں دینگے۔ وہی ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔ مگر ہم اسی پر بس نہیں کرتے۔ بلکہ یہ عقدہ کشائی کئے دیتے ہیں۔ اور وہ اصل بات یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بہت محتاط ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ مروجہ اُمور کے خلاف اس وقت تک تعلیم نہیں دیتے۔ جب تک خدا تعالےٰ اسکے خلاف کوئی حکم نہ نازل فرمائے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا کرنے کا حکم تھا اور کسی مصلحت کی بناء پر (جس کا ذکر قرآن کریم میں تحویل قبلہ کے بیان میں کر دیا ہے) تعیین قبلہ خدا تعالےٰ نے نہیں فرمائی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اکثر احکام اسلامی اہل کتاب کے احکام سے ملتے جلتے ہیں۔ اور پھر کئی سُورتوں میں مسجد اقصےٰ کی تعریف بھی بیان کی گئی ہے اس لئے آپ نے بھی اسی طرف موُنہ کرکے عبادت بجالانی شروع کردی۔ لیکن جب کعبہ کی فضیلت میں آیات قرآنی نازل ہوئیں۔ جیسے ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعلمین فیہ آیات بینات الآیہ اور جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس اور فول وجھک شطر المسجد الحرام کا صریح حکم ہو گیا۔ تو آپ نے بیت المقدس کی طرف موُنہ کرنا ترک کر دیا۔ اگرچہ بیت المقدس اسلامی قبلہ نہ تھا۔ لیکن چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اسکے متعلق اطلاع نہیں دی گئی تھی اس لئے آپ کا قبل از یں بیت المقدس کو قبلہ بنانا کوئی غلطی نہ تھی۔ اور نہ اس سے یہ استدلال ہو سکتا ہے۔ کہ اسلامی قبلہ دراصل بیت المقدس ہے۔

یہی بات حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیات کے متعلق ہوئی۔ کہ جب تک خدا تعالےٰ نے وہ آیات جن سے حضرت مسیح کا صریح طور پر وفات پا جانا ثابت ہوتا ہے۔ کسی مصلحت کو پوشیدہ رکھیں۔ اسوقت تک آپ بھی عام مُسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسےٰ کو زندہ تسلیم کرتے رہے۔ اور جس طرح اہل کتاب میں باوجود قبلہ کے اختلاف کے آنحضرت نے کثرت کو دیکھ کر بیت المقدس کو ہی قبلہ تسلیم کیا۔ اسی طرح باوجود اسکے کہ سلف صالحین میں وفات مسیح کے بھی بہت لوگ قائل تھے۔ آپ بھی تسلیم کرتے رہے۔ لیکن جب خدا تعالےٰ نے اس راز کو کھولدیا۔ تو آپ نے پہلا عقیدہ اسی طرح ترک کر دیا جسطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کا حکم پاکر قبلہ بدل دیا تھا۔ پس اس سے آپ کے خلاف کوئی استدلال کرنا سخت نادانی ہے۔ کیونکہ اس طرح کرنے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی غیر مسلموں کو اعتراض کرنے کا موقعہ ہوگا۔

یہی بات آیت ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کے اس مفہوم کے متعلق ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے پہلے لیا۔ عوام الناس کا عقیدہ یہی تھا۔ کہ کوئی نبی دوسرے نبی کا مطیع نہیں ہوتا۔ اسلئے آپ نے بھی اس آیت کا یہی مفہوم لیا۔ لیکن جب خدا تعالےٰ نے حقیقت کھولدی۔ تو آپ نے صاف لکھدیا۔

”نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اسکے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو“

ایڈیٹر صاحب اصلاح نے لکھا ہے کہ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض کے ماتحت چھوٹا نبی بڑے نبی کا متبع ہو سکتا ہے۔ مگر نبی کسی گورنمنٹ کا مطیع نہیں ہو سکتا۔

معلوم نہیں ایڈیٹر صاحب اصلاح کو گورنمنٹ کی اطاعت کیوں ایسی [illegible] کہ ناخنوں تک اسکے خلاف [illegible] ہیں۔ اور ساتھ ہی بطور تقیہ لکھتے ہیں کہ گورنمنٹ کی وفاداری تو ہر رعیت پر لازم ہے۔ خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان۔ حالانکہ جس صورت میں نبی کو گورنمنٹ کی اطاعت انکے نزدیک جائز نہیں۔ تو نبی کے متبعین کو کب جائز ہو سکتی ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ اور فرماتا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ کہ مسلمانوں کو رسول اللہ کا نمونہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اب تقیہ باز ایڈیٹر اصلاح کے خیال کے مطابق تو دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کا نمونہ اختیار کرنا یہی ہے۔ کہ مُسلمان گورنمنٹ کی اطاعت نہ کریں۔ کیونکہ اس کے نزدیک رسول کو نہیں کرتا۔ لیکن بُزدل کو اتنا حوصلہ نہیں کہ اس بات کو کھلے طور پر شائع کرے۔ اور نہ صرف آنحضرت کا نافرمان بلکہ خدا تعالےٰ کا نافرمان ہوا۔ اور آیت من یعص اللہ ورسولہ ... ... یدخلہ نارا خالدا فیھا کا مصداق ہو رہے ہیں۔ امید ہے اب آپ اپنی غلطی سے آگاہ ہو [illegible] گئی ہو گی۔

پھر اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ ہمیں ملزم قرار دینے کے لئے لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے ازراہ کمال توہین سلطنت برطانیہ اور روس کو یاجوج ماجوج بنایا ہے۔ اسی وجہ سے ان کو بار بار ضرورت ہوتی ہے کہ گورنمنٹ کی وفاداری کا اعلان کرتے رہیں۔

افسوس کہ المرء یقیس علیٰ نفسہ کے مطابق اسنے ہمیں بھی شاید تقیہ باز ہی سمجھ رکھا ہے۔ اور جسطرح خود نفاق کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ ہمیں بھی ایسا ہی سمجھ لیا ہے۔ اس متعصب کی ایسی ہوش ماری گئی ہے کہ وہ اظہار حقیقت کا نام بھی کمال توہین رکھتا ہے۔ گویا اگر اس تقیہ باز کو کوئی شخص شیعہ کہدے۔ تو وہ اس کی توہین کرتا ہے۔ ہماری طرف سے جو کچھ کہا گیا۔ عیسائیوں کی مذہبی کتاب تورات سے کہا گیا۔ دیکھو حزقی ایل باب ۳۸ - پھر اس کی تشریح اپنے مسلمانوں کی کتاب حکمت بالغہ میں جو سلسلہ اشاعت العلوم حیدرآباد دکن کا پچیسواں نمبر ہے۔ دیکھو لکھا ہے کہ :-

"یاجوج و ماجوج دو فردوں کے نام نہیں ہیں۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے۔ بلکہ یاجوج اہل روس ہیں۔ اور ماجوج اقوام یورپ جو اسوقت تمام دنیا پر چھائے ہوئے ہیں"

(جلد اول صفحہ ۹۵)

پس جبکہ مذہبی کتاب ان کا نام یاجوج ماجوج رکھتی ہے۔ اگر ہم وہ نام لیں تو کیا حرج ہے۔ اس میں کوئی کیا رنج ہو سکتا ہے۔ پھر ایڈیٹر اصلاح بطور خوشامد لکھتا ہے

"قرآن کریم میں قوم نصاریٰ کے بعض فضائل بہ نسبت دوسری اقوام کے لکھے ہیں۔ لہذا وہ کسی طرح یاجوج ماجوج نہیں ہو سکتے۔ جن کی نسبت خداوند عالم فرماتا ہے۔ ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض"

لیکن نادان اتنا نہیں سمجھتا کہ کیا مسلمانوں سے بھی بڑھکر نصاریٰ کی تعریف قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے جب مسلمانوں کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خبر دیتے ہیں کہ وہ یہودی خصلت ہو جائینگے۔ اور انکے مولویوں کے متعلق خبر دی کہ علماؤہم شر من تحت ادیم السماء کہ وہ تمام مخلوق سے بدتر ہو جائینگے پس جب اچھی سے اچھی قوم بری ہو سکتی ہے۔ تو پھر معلوم نہیں۔ اس تقیہ باز کی اس سے کیا غرض ہے۔ اور پھر ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض۔ تو ایک واقعہ ہے۔ جو آنحضرت سے پہلے ہو چکا۔ . . . . اور حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج۔ اس آیت میں ان اقوام کی ترقی کی پیشگوئی ہے۔ چنانچہ آج یہی قومیں دنیا پر چھائی ہوئی ہیں۔ جس سے قرآنی پیشگوئی کی شان ظاہر ہو رہی ہے۔ اور پھر اگر قرآن نے انکی کچھ تعریف فرمائی ہے۔ تو کیا ضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل اور لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم وغیرہ آیات انکے حق میں نہیں۔ یہ تو قرآن کریم کی خوبی ہے کہ وہ کسی قوم کی بدی کو ہی بیان نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی جو خوبی ہوتی ہے۔ وہ بھی بیان کر دیتا ہے۔ اس تعریف سے ایسا اُلٹا نتیجہ نکالنا جس سے واقعات کا بھی انکار لازم آئے کسی عقلمند کا کام نہیں ہو سکتا۔

آریہ سماج میں شدھی

ہندو دھرم اس بات کو ہرگز ہرگز جائز اور روا نہیں رکھتا کہ کسی غیر مذہب کے انسان کو اپنا حلقہ بگوش بنائے یہی وجہ ہے کہ ویدک دھرم کا دروازہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کے لئے بند چلا آیا ہے۔ اور اب بھی کثرت سے ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو اپنی قدیمی روایات کی بناء پر یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ کوئی ایسا انسان جو ہندوؤں کے گھر پیدا نہ ہوا ہو۔ وہ وید مقدس کے رُو سے ہندو نہیں بن سکتا۔ اسکے علاوہ ان کا تو یہ بھی عقیدہ ہے کہ کسی شودر کو بھی جو انہیں میں کی ایک قوم کا فرد ہے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ویدوں کو پڑھے پڑھنا تو الگ رہا۔ اس کو وید سننے تک کی اجازت نہیں ہے۔ اور اگر کسی طرح اسکے کانوں میں وید منتروں کی آواز پڑ ہی جائے۔ تو اسکے بدلہ میں اُسے یہ سزا دیجائے کہ سیسہ پگھلا کر اسکے کانوں میں ڈالا جائے۔ کہ وید منتر صرف برہمن۔ چھتری اور ویش لوگوں کی سمع نوازی کے لئے ہیں لیکن ہندوؤں کے نوزائیدہ فرقہ آریہ سماج کے لوگوں نے گردو پیش کے حالات سے مجبور ہوکر ان تمام باتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے نہ صرف شودروں کو زبانی طور پر ویدوں سے مستفیض ہونے کی اجازت دے رکھی ہے۔ بلکہ غیر مذاہب کے لوگوں کے لئے بھی ویدک دھرم کا پھاٹک کھول دیا ہے! اس مقصد میں انہیں جس قدر کامیابی ہوئی ہے اُسے وہ ہم سے زیادہ خود جانتے ہیں۔ اور کبھی کبھی اس کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ایک سماجی اخبار آریہ گزٹ میں ایک مہاشہ صاحب اپنے سماجی بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

"زبانی طور سے عالمگیر دھرم بتلاتے ہوئے تم کسی عیسائی، مسلمان کو شدھ تو کر لیتے ہو۔ مگر اسکے سوشل حقوق دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ بھلا یہ کب ممکن ہے کہ وہ ہفتہ میں دو گھنٹہ ساتھ بیٹھنے ہی پر اکتفا کریگا۔ کبھی نہیں ایسی توقع کرنا اپنے آپ کو دھوکا دینا ہے۔ اب تک کے تجربے نے اس بات کو پورے طور سے ثابت کر دیا ہے۔ اور یہ خیال سا ہو گیا ہے کہ آریہ سماج میں قوت ہاضمہ کی کمی ہے"

ہمارے خیال میں بیچارے آریہ صاحبوں کا سوائے اسکے اور کوئی قصور نہیں کہ انہوں نے اپنے سر پر ایک ایسا بوجھ اٹھانا چاہا جس کی ان میں طاقت اور ہمت نہ تھی۔ اور جسکے اٹھانے کی کثیر التعداد ہندوؤں کے عقیدہ کے رو سے ویدک دھرم انہیں اجازت نہیں دیتا تھا اب اگر وہ شدھ شدہ لوگوں کو پورے حقوق نہیں دے سکتے۔ تو اسکے لئے وہ مذہبی طور پر معذور ہیں۔

کیا اب بھی آریہ صاحبان اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے کے متعلق غور نہ فرماوینگے۔ جو اپنے پیروؤں کو مساوی اور ایک ایسے حقوق دیتا ہے۔ اور اس میں جو حقوق ایک پیدائشی مسلمان کو حاصل ہیں۔ وہی اس شخص کو ہیں جو آج مسلمان ہوتا ہے۔ اس کی ایک نہیں دو نہیں۔ کئی ایک مثالیں اسوقت بھی موجود ہیں۔ اور ہم ہر وقت ان کو پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۴ مئی ۱۹۱۷ء

حضور نے سورۂ فاتحہ کے بعد یہ آیات تلاوت فرمائیں۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم (۹-۱۲۹،۱۳۰)

یوں تو اللہ تعالیٰ کے احسانوں۔ فضلوں اور انعاموں کی گنتی نہیں۔ انسان کے جسم کا کوئی حصہ بھی ایسا نہیں جو کہ اس کے احسان کے نیچے دبا ہوا نہیں لیکن اسکے انعامات میں سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ایک بہت بڑا انعام ہے بہت سے لوگ ہیں۔ جنہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں اور اکثر ہیں جنہوں نے سمجھا نہیں۔ جو آپکے دشمن ہیں۔ وہ اگر آپکی شان ارفع میں گستاخی کرتے ہیں تو وہ ایک حد تک معذور سمجھے جا سکتے ہیں۔ لیکن افسوس ماننے کا دعوےٰ کرنے والوں پر ہے کہ وہ آپکے مرتبہ کو نہیں سمجھتے۔ اور ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں جو آپ کی مزیل شان ہوتی ہیں۔

بہت سے ایسے لوگ جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رتبہ کو نہیں سمجھا۔ وہ نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالےٰ نے آپ کو وہ شان عطا فرمائی ہے کہ مسلمان جسقدر بھی آپکی تعریف کرتے کم تھی۔

ہر ایک قوم اپنے بڑوں کو بڑا بناتی ہے۔ عیسائی حضرت مسیح کو۔ ہندو کرشن اور رامچندر کو خدا بناتے ہیں اسی طرح دیگر مذاہب کے لوگوں کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا۔ کہ انہوں نے بھی اپنے بڑوں کو اتنا بڑا درجہ دیا کہ خدائی تک دیدی۔ ان کا یہ فعل بُرا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ وہ شرک کے مرتکب ہوئے ہیں لیکن ہمیں اس جماعت پر تعجب آتا ہے۔ جسنے ایسا پیشوا پایا جو سب سے بڑا ہے۔ مگر اس نے اپنے اس محسن کو اسکے اصلی درجہ سے ہی گھٹانا شروع کر دیا۔ بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقی عظمت کو سمجھتے تو غلطی میں نہ پڑتے۔

اختلافات کے فیصلہ کا آسان طریق۔

مجھے حضرت خلیفہ اول کے وقت میں بار بار لیکچر دینے کے لئے باہر جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ میں سننے والے لوگوں کو اکثر یہی بتاتا کہ ہمارے تمہارے اختلافات کا تصفیہ ایک آسان طریق سے اسطرح ہو سکتا ہے کہ دیکھا جائے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت ہمارے اعتقادات کے رو سے ثابت ہوتی ہے یا کہ تمہارے اعتقادات سے۔ اگر آپ کی عظمت اور عزت کا خیال رکھا جائے۔ تو سب اختلاف مٹ جاتے ہیں۔

حیات و وفات مسیح کے مسئلہ میں دیکھنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت کس میں ہے آیا اس میں آپ کی عظمت ہے۔ کہ جب آپکی اُمت بگڑ جائے تو اس کی اصلاح کے لئے ایک اور شخص کو لایا جائے جو براہ راست آنحضرت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ اس کے نبوت و رسالت پانے میں آپ کا کوئی تعلق نہیں یا اس میں آپ کی عزت ہے۔ کہ جب آپ کی اُمت بگڑے تو آپ ہی کے غلاموں میں سے کوئی شخص اصلاح کے لئے کھڑا کر دیا جائے۔ پھر کیا آپکی اس میں عزت ہے کہ آپکے آنے سے وہ فیضان نبوت جو آدم کے وقت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ابناء آدم کو مل رہا تھا بند ہو گیا۔ اور آپ نعوذ باللہ اس فیض کے دنیا میں روک ہو گئے۔ اور آپ کی اُمت اس سے محروم کر دی گئی یا اس میں کہ آپ کی کامل اتباع اور پوری فرمانبرداری سے یہ رتبہ حاصل ہو سکتا ہے۔

ان تمام مسائل میں جو ہم میں اور غیر احمدیوں میں اختلافی ہیں۔ اگر یہ دیکھا جائے کہ کن مسائل کو تسلیم کرنے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت ہوتی ہے۔ اور کن سے ہتک تو معلوم ہو جائیگا کہ حق پر کون ہے۔

اختلاف کی وجہ

غرض آپکے درجہ کے نہ سمجھنے سے بڑا اختلاف پڑ گیا ہے۔ اور اکثر لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ اگر ان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محاسن معلوم ہوتے۔ تو ضرور تھا کہ محبت پیدا ہوتی۔ کیونکہ ہمیشہ محبت اور عشق خوبیوں کو دیکھنے سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ کسی شخص کی نہ کوئی خوبی معلوم ہو۔ اور نہ اسکے محاسن۔ اور پھر انسان اس سے محبت کرنے یا اس سے عشق پیدا ہو۔

محبت کیونکر پیدا ہوتی ہے۔

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے بیان کیا ہے کہ بے دیکھے کبھی عشق پیدا نہیں ہو سکتا۔ مگر دیکھنا صرف آنکھوں سے ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ علم سے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً انسان کسی ایسے بہادر آدمی کا قصہ پڑھتا ہے جسکو سینکڑوں جنگ سے ہو جاتے ہیں۔ مگر پڑھنے والے کے دل میں اسکے حالات پڑھکر خاص کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے پاک حالات کو دیکھا جائے۔ آپکا اُٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ کھانا۔ پینا۔ جاگنا۔ سونا۔ لباس اور طرز ماندوبود۔ میل و ملاقات کو آنکھوں کے سامنے لایا جائے۔ جب یہ باتیں صحیح طور پر معلوم ہو جائینگی۔ تو یقیناً آپسے ایک محبت اور عشق پیدا ہو جائے گا۔ یہ رویت علم کے ذریعہ ہوگی پس اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات سے لوگ واقف ہوتے تو آپکی ہتک پر تیار نہ ہو جاتے۔ اور خدا سے دُور نہ جا پڑتے۔ اگر ان باتوں کو مدنظر رکھکر تحقیقات مسائل ہو۔ تو پھر کبھی کوئی جھگڑا پیدا نہیں ہو سکتا آپ کی محبت اور آپسے عشق خدا کی محبت اور خدا کے عشق کا موجب ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اگر تم اس انسان کی اتباع کرو گے۔ اور اسکے ساتھ محبت رکھو گے۔ تو خدا

تم سے محبت اور پیار کریگا۔ تو اپنی محبت خدا کی محبت ہے۔

رسول کریم صلعم کی بعثت۔

اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ کے حالات کا معلوم ہونا کیسا ضروری ہے۔ پھر جو آیات پڑھی ہیں۔ ان میں آپ کے کمالات کا کچھ حصہ بیان کیا گیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا خلق اگر دیکھنا ہو تو قرآن کریم کو دیکھو۔ اس وقت جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ دنیا کی حالت بدترین تھی۔ بحر و بر میں خرابی پھیلی ہوئی تھی۔ دنیا کی کوئی برائی ایسی نہ تھی۔ جو نہ پائی جاتی تھی۔ اگرچہ انسان گرد و پیش کے حالات سے بہت موثر ہوتا ہے۔ اور جس قسم کا نمونہ اپنے سامنے دیکھتا ہے۔ اسی طرح خود بھی کرنے لگتا ہے لیکن باوجود اسکے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو بدترین نمونہ موجود تھا۔ تمام عرب برائیوں اور بدکاریوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس وقت کے عیسائیوں کی حالت خود عیسائی مورخ لکھتے ہیں کہ نہایت خراب ہو چکی تھی۔ زرتشتی بگڑے ہوئے تھے۔ ہندوستان میں اصنام پرستی اور عناصر پرستی کا زور تھا۔ اس تاریکی کے زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے انسان کا پیدا ہونا کیا کوئی معمولی بات ہے؟ فرمایا۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم۔ لوگو ذرا سوچو تو سہی کہ یہ رسول تمہارے پاس تم میں سے ہی آیا ہے۔ تم میں ہی پیدا ہوا۔ تم میں ہی رہا تم میں ہی اس نے دن رات گذارے۔ مگر دیکھو تمہاری صحبت میں رہکر یہ تم سے متاثر نہ ہوا۔ اسکے اعلیٰ اخلاق کو دیکھو۔ اسکے پاس نمونہ تو تم تھے نا۔ اسلئے چاہئے تو یہ تھا کہ یہ تمہارے جیسا ہوتا مگر اسنے اخلاق میں اسقدر ترقی کی کہ خدا نے اس کو رسول بنا کر تمہارے پاس بھیجدیا ✦

آنحضرت صلعم کے فضائل۔

واقع میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات کو پڑھ کر حیرت آتی ہے کیسی ہمت اور کیسا استقلال تھا آپ کا کہ آپ ان میں رہکر ان سے الگ رہے۔ گو بظاہر اس آیت سے آپ کی کوئی فضیلت نہیں معلوم ہوتی۔ کہ اے لوگو! تم میں سے ہی تمہارے پاس رسول بھیجا گیا ہے کوئی غیر نہیں بھیجا۔ گویا اس قوم کو بتایا گیا کہ تو بڑی خوش قسمت ہے جسمیں سے خدا کا نبی آیا۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اسی آیت میں خدا تعالیٰ نے الفاظ کے لحاظ سے تو مجمل مگر معانی کے لحاظ سے مفصل آپ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو بیان کر دیا ہے۔ مشرکین کو کہا گیا ہے کہ تم اپنی کسی بات کو پیش کرو اس کا عمل اسکے خلاف ہی ہو گا۔ تم مشرک ہو۔ مگر یہ یکتا موحد ہے۔ تمہارے اخلاق میں رذالت ہے۔ مگر اسکے اخلاق نہایت اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ تم ظالم ہو۔ مگر یہ رحیم ہے۔ حالانکہ یہ بھی تم میں ہی پیدا ہوا۔ تم میں ہی رہا۔ تمہارے پاس ہی عمر گذاری۔ باوجود اس کے جب اس میں ایسی اعلیٰ درجہ کی باتیں پائی جاتی ہیں۔ تو اس کی عظمت لغو بڑائی کا اندازہ کرو ✦

آنحضرت صلعم کی شفقت

پھر فرمایا۔ عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔ پہلے آپ کی عظمت بیان کی۔ اسکے بعد آپ کے رسول ہونے کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا۔ اسپر شاق گذرتا ہے جو تم پر ایسا بوجھل ہوتا ہے کہ جس سے کمر ٹوٹ جائے۔ (وہ امر جس کی برداشت نہو اسکو امر عزیز کہتے ہیں)۔ جب تم پر کوئی مشکل اور مصیبت آتی ہے تو یہ تکلیف میں پڑ جاتا ہے۔ مگر ہر تکلیف کے وقت نہیں بلکہ اسی وقت جبکہ دیکھتا ہے کہ تم پر ایسی مصیبت آئی ہے جو مافوق ہے۔ وہ استاد جو جانتا ہے کہ لڑکے کی اصلاح کسطرح ہوتی ہے۔ وہ کسی وقت اسکو سزا بھی دیتا ہے۔ مگر اسکا سزا دینا اسکی اصلاح کو مدنظر رکھکر ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اسوقت اسکو سزا دینی چاہیئے یا نہیں؟ ماں باپ کو اس میں دخل دینے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن اگر ماں باپ دیکھیں کہ استاد کی سزا لڑکے کی طاقت سے بڑھ گئی ہے اور ایسی ہو کہ وہ بجائے اصلاح کے بچہ کا خاتمہ کر دیگی۔ تو بے شک ماں باپ دخل دیں لیکن جو والدین استاد کی ہر ایک سزا میں دخل دیتے ہیں۔ اور وہ ہر سزا سے ہی گھبراتے ہیں۔ وہ گویا اپنی اولاد کو آپ خراب کرتے ہیں۔ پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی حالت ہے۔ کہ اگر کوئی ایسی بات ان لوگوں پر آتی کہ جس سے وہ برباد ہونے لگتے۔ تو آپ پر یہ بات شاق گذرتی مگر ایسی تکالیف سے۔ جو ان کی اصلاح کے لئے ہوتیں۔ آپ گھبراتے تھے ✦

عنت۔ اس مصیبت کو کہتے ہیں جس سے انسان ہلاک ہو جائے۔ تو آپ کو گھبراہٹ ایسی ہی بات پر ہوتی تھی جس سے وہ لوگ ہلاک ہوتے نظر آتے تھے۔ ورنہ جہاد کی ترغیب تو آپ خود دلاتے تھے۔ کیونکہ وہ ان لوگوں کی ترقیات کے لئے ضروری تھا۔ لیکن اس میں کیا شک ہے کہ جہاد میں تکالیف ہوتی ہیں۔ اگر آپ پر لوگوں کی ہر تکلیف شاق گذرتی۔ تو گویا آپ مسلمانوں کو ترقیوں سے روکتے۔ جیسا کہ ناجائز محبت کے مرتکب ماں باپ اپنی اولاد کو تھوڑی سی تکلیف میں بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اور اس طرح ان کی زندگی کو تباہ کر دیتے ہیں۔ بلکہ ان مصائب کو دیکھ کر آپ کو شاق گذرتا تھا۔ جو لوگوں کی بربادی اور ہلاکت کا موجب ہوتی تھیں پس آپ ایسی تکالیف پر نہیں گھبراتے تھے۔ جو قوم کی ترقی و فلاح کا موجب ہوں ✦

عنت۔ لغت میں ایسی تکلیفوں اور مشقتوں کو کہتے ہیں جنکے نیچے دبکر انسان ہلاک ہو جائے۔ کیا ہی بے نظیر آپ کے اخلاق تھے۔ آپ کو تڑپ تھی اور آپ کو دکھ ہوتا تھا۔ انکے ایسے مصائب سے جن سے وہ ہلاک ہونے لگتے ✦

صحابہ میں بعض لوگوں نے دین کے لئے بڑی بڑی مشقتیں کرنی شروع کیں۔ جن سے آپ نے ان کو روک دیا۔ مگر یہ نہیں کہا کہ سردی کے موسم میں صبح کے وقت مسجد میں نہ آؤ کہ تمہیں تکلیف ہوگی۔ اور گھر پر ہی نماز پڑھ لیا کرو یا یہ کہ دشمنوں سے لڑنے کے لئے نہ جاؤ۔ کہ تمہاری جانیں ضائع ہونگی اور دشمن کے نیزے اور خنجر تمہیں زخمی کرینگے۔ اسکے لئے تو آپ جوش دلاتے تھے۔ ہاں جو باتیں انکے لئے ہلاکت کا موجب ہو سکتی تھیں۔ ان سے آپکو تکلیف ہوتی تھی۔ اور ان سے منع بھی فرماتے تھے ✦

پھر فرمایا۔ حریص علیکم۔ ایک تو اسکی یہ حالت ہے کہ کسی کی ایسی مصیبت نہیں دیکھ سکتا جسمیں وہ ہلاک ہوتا ہو دوسرے یہ کہ جب کسی کو مصیبت میں مبتلا دیکھتا ہے۔ تو اسکی نجات کے لئے دوڑتا ہے۔ دوسرے معنے یہ کہ سب کو جمع کرنا چاہتا ہے۔ اسکی خواہش ہے کہ سب دنیا اسکے پاس آ جائے تا وہ دکھوں اور مصیبتوں سے نجات پا جائے جسطرح انسان مال کو اسلئے جمع کرتا ہے کہ محفوظ ہو جائے

اسی طرح آپ یہی چاہتے کہ لوگ جن کے لئے ہلاکت الگ رکھی میں ہلاکت ہے۔ وہ آپ کے پاس آجائیں تا ہلاکت سے بچ جائیں۔ تو فرمایا کہ یہ مومنوں کو جمع کرنا اور خدا کی محبت پیدا کرنے کے طریقے سکھاتا ہے ٭

رؤف رحیم

پھر فرمایا بالمؤمنین رؤف رحیم کہ جب یہ لوگوں کو جمع کر لیتا ہے۔ تو ان سے رافت اور رحمت کا سلوک کرتا ہے۔ حریص علیکم کا نتیجہ تو یہ ہے کہ مومن پیدا ہوں۔ جب مومن پیدا ہو گئے۔ تو اب یہ بتانا تھا کہ ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے۔ اسلئے فرمایا۔ وہ لوگ جو اس کے پاس آجاتے ہیں ان سے نہایت ہی شفقت۔ رافت۔ محبت۔ رحم و کرم کا سلوک کرتا ہے ٭

بعض لوگ تو جمع کرنے تک اچھا سلوک کرتے ہیں۔ جب ان کے قبضہ میں لوگ آجاتے ہیں۔ تو پھر ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتے لیکن آپ کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ نہایت ہی شفقت سے پیش آتے ہیں۔ اور آپ انکی ضروریات کو پورا کرتے ہیں ٭

یہ ایک شمہ ہے۔ نبی کریم صلعم کے ان اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ محاسن کا جو قرآن شریف میں بیسیوں جگہ ذکر ہوئے ہیں۔ پس غور کرو کیسا ہے وہ انسان اور کتنا بڑا ہے اس کا رتبہ۔ جو لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ان پر کس قدر افسوس ہے دیکھو آج بھی مسیح موعود ملا۔ تو صرف اسکے طفیل۔ حضرت مسیح موعود کی بعثت اسی کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ آپ کی امت بگڑ چکی تھی اور ضرورت تھی کہ آپ کا کوئی خادم اُٹھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت اس سے کام کرے اسلئے حضرت مسیح موعود آنحضرت کی روحانیت سے مبعوث ہوئے ٭

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کے ظاہر کرنیوالا

پھر اللہ تعالیٰ فرمایا اگر باوجود ان تمام خوبیوں کے لوگ تو بہ نکریں۔ تو کہدو فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم مجھے تو تمہاری کوئی پروا نہیں۔ خواہ تم سب کے سب ہٹ جاؤ۔ میں تو موحد ہوں۔ اور ایک زندہ خدا کا ماننے والا ہوں۔ اسی نے مجھے یہ رتبہ دیا ہے۔ اور وہی میرے درجہ کو ظاہر کرے گا۔ چنانچہ آج کل مسلمانوں نے اپنے ایسے عقائد بنا لئے۔ جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے۔ اور آپ کو بالکل چھوڑ دیا۔ تو خدا تعالیٰ نے آسمان سے ایک ایسا مرسل بھیجا۔ جس نے آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اصل شان لوگوں کے سامنے رکھ دی۔ اب اگر کوئی مقابلہ کریگا۔ تو اس کا کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ بلکہ اسی کا نقصان ہوگا۔ جو مقابلہ کرے گا ٭

فرمایا۔ کہ اگر یہ لوگ تجھ سے پھریں تو کہدو کہ میرا تو سوائے اللہ کے کسی پر بھروسہ نہیں۔ وہی رب عرش عظیم ہے۔ وہ میری صداقت کے پھیلانے کا سامان پیدا کر دیگا۔ چنانچہ جب مخالف نے اس عرش عظیم پر توکل کرنیوالے کی ہتک کی تو خدا نے ایک مرسل کو بھیجا۔ جو اس کی عظمت و شان کو دنیا پر ظاہر کرے۔ اب خدا اپنی فوجوں سے اسکی مدد کریگا اور دنیا نے اگر اسکو قبول نہیں کیا تو خدا اس کو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا ٭

اللہ تعالیٰ ہمارے تمام دوستوں اور تمام ان لوگوں کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو مانتے ہیں اسبات کی سمجھ اور معرفت دے کہ وہ اس عظیم الشان انسان کو پہچانیں اور جانیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا درجہ کیا تھا۔ اور مخالفین کی آنکھیں کھلیں کہ وہ کس درجہ کا انسان تھا۔ جو خدا نے دنیا میں بھیجا تھا ٭

قرضہ جنگ کے متعلق ہماری تجویز منظور

گورنمنٹ کی طرف سے قرضہ جنگ کا اعلان ہونے پر سب سے پہلے ہمنے ۱۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے اخبار الفضل میں جنگی قرضہ کی چار صورتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ؎

"کیا ہی اچھا ہوتا۔ کہ ان لوگوں کے اس قسم قرضہ میں شامل ہونے کے لئے بھی کوئی صورت رکھی جاتی۔ جو مذہبی طور پر سود کا لینا ہرگز جائز اور درست نہیں سمجھتے۔ تاکہ وہ بھی اس میں نہایت خوشی کے ساتھ حصہ لے سکیں"

چونکہ سود کا لینا اسلام نے ہرگز جائز نہیں رکھا۔ اس لئے ہمنے گورنمنٹ کی خدمت میں یہ گذارش کرنا ضروری سمجھا اور صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اسے اپنے ہاتھ میں لیکر حکام کے سامنے پیش کیا۔ چنانچہ ضلع گورداسپور میں قرضہ جنگ کے متعلق ۲۰ اپریل ۱۹۴۰ء کو جو پہلا جلسہ ہوا۔ اس میں جناب شیخ یعقوب علی صاحب اسسٹنٹ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی ہدایت کے ماتحت یہی تجویز پیش کی۔ جسکے پاس ہو جانے پر کئی ایک مسلمان اصحاب نے قرضہ میں حصہ لینے پر خوشی آمادگی ظاہر کی۔ اسکے بعد صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور کی خدمت میں باضابطہ مراسلت بھیجی گئی کہ آپ قرضہ بلا سود کا انتظام کرنے کے متعلق گورنمنٹ پنجاب میں تحریک کریں۔ پھر لاہور میں قرضہ جنگ کے متعلق جو خاص جلسہ ہوا۔ اس میں حکیم محمد حسین صاحب قریشی سکرٹری انجمن احمدیہ لاہور کے ذریعہ اس تحریک کو پیش کرایا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ گورنمنٹ نے بلا سود قرضہ لینا منظور کر لیا ہے اور اعلان کر دیا ہے کہ قرضہ جنگ کے بلا سود سارٹیفکیٹوں کا بھی انتظام کر دیا جائے گا۔ انکے خریداروں کو درخواست پر وہی اصل رقم جو ان سے لی گئی ہے۔ واپس دیجائیگی جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ یہ تحریک صرف جماعت احمدیہ کی طرف سے ہی کی گئی تھی۔ اور ہم گورنمنٹ کے مشکور ہیں کہ اسنے اسے منظور فرما لیا ہے ٭

امید ہے۔ اب جبکہ مسلمانوں کے لئے قرضہ جنگ میں شامل ہونے میں کوئی روک نہیں رہی۔ وہ نہایت خوشی سے اس میں حصہ لینگے ٭

قرآنی فتاویٰ

مولوی سید عبد القادر صاحب ناظم مدرسہ احمدیہ یادگیر علاقہ دکن نے یہ رسالہ مختلف عنوانوں کے ماتحت جمع کئے ہیں۔ اکثر جگہ سوال و جواب کے طور پر مسائل ضروریہ جو عام طور پر لوگوں کو پیش آتے ہیں۔ بسند قرآن مجید لکھے ہیں۔ اور کسی کسی جگہ حدیث سے بھی سند لیگئی ہے بعض مقامات پر صرف اصطلاحات لکھدی گئی ہیں۔ جنکی اگر ساتھ ہی تشریح بھی کر دی جاتی تو بہت اچھا ہوتا۔ بحیثیت مجموعی کتاب مفید ہے۔ کاغذ اگرچہ معمولی ہے مگر لکھائی اور چھپائی کی صفائی نے اس کمی کو پورا کر دیا ہے۔ ۲۰×۲۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسمہٗ احمد

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے)

قرآن شریف میں حضرت مسیح ناصری کی ایک پیشگوئی درج ہے جو ایک ایسے رسول کی آمد کی خبر دیتی ہے جس کا اسم احمد ہوگا۔ اصل الفاظ پیشگوئی کے جو قرآن کریم میں درج ہیں۔ یہ ہیں۔ قال عیسی ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ (سورۃ صف) یعنے فرمایا عیسیٰ بن مریم نے کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کی طرف سے ایک رسول ہوں۔ مصدق ہوں اس کا جو میرے سامنے ہے یعنی تورات اور بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیگا۔ اور جس کا اسم احمد ہوگا۔ پیشتر اسکے کہ [illegible] کے ساتھ اس موعود رسول کی تعیین کی جاوے ہم پہلے الفاظ اسمہٗ احمد کو ہی لیتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ یہ الفاظ کس حد تک ہم کو تعیین کے کام میں مدد دیتے ہیں۔ پہلا لفظ اسمہ ہے یہ مشتق ہے۔ وسم سے جسکے معنی نشان لگانے کے ہیں۔ تو گویا اس لحاظ سے اسم کے معنے ہوئے نشان۔ اور چونکہ نشان کی غرض تخصیص و تعیین ہوتی ہے تو اسلئے اسم کے پورے معنے ہوئے۔ وہ نشان وغیرہ جس سے کسی شئے کی تعیین و تخصیص ہو جائے۔ اب اسم کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ اسم سے مراد اسم ذات لیا جاوے۔ یعنی وہ نام جس سے کوئی شخص عام طور پر معروف ہو۔ خواہ حقیقت کے لحاظ سے اس نام کا مفہوم نام بردار میں پایا جاوے یا نہ پایا جاوے۔ مثلاً بیسیوں ایسے دہریے مل جائینگے جن کا نام عبداللہ یا عبدالرحمن وغیرہ ہوگا۔ حالانکہ اگر حقیقت کے لحاظ سے دیکھیں۔ تو وہ عبداللہ اور عبدالرحمن کے ناموں سے کوسوں دور ہونگے ایسے اسم کو جسمیں حقیقت کا ہونا نہ ہونا ضروری نہ ہو۔ اسم ذات کہتے ہیں۔ دوسری اسم کی یہ صورت ہے کہ مثلاً کسی شخص کا کوئی نام بطور اسم ذات کے تو نہ ہو۔ مگر اس نام کا مفہوم نمایاں طور پر اس شخص میں پایا جاوے۔ مثلاً محمد رسول اللہ کا اسم ذات کے طور پر تو عبداللہ نام نہ تھا مگر عبداللہ کے مفہوم کے لحاظ سے محمد رسول اللہ سے بڑھکر کوئی عبداللہ نہیں گذرا۔ ایسے نام کو اسم صفت کہتے ہیں۔ قرآن شریف میں بھی اسم کے معنے صفت کے آئے ہیں ملاحظہ ہو۔ ولہ الاسماء الحسنیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پاک ہیں۔ غرض لفظ اسم دونوں معنوں میں آتا ہے اسم ذات اور اسم صفت۔ کیونکہ یہ دونو ایک حد تک تعیین اور تخصیص کرنیوالے ہوتے ہیں +

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونو صورتوں میں اسمہٗ احمد والی پیشگوئی کس شخص پر چسپاں ہوتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد دو شخص رسالت کے مدعی ہوئے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ یا تو یہ پیشگوئی ابھی تک پوری ہی نہیں ہوئی۔ اور اگر ہوئی ہے۔ تو پھر ان دونوں میں سے کسی پر ضرور چسپاں ہوگی۔ پہلے ہم لفظ اسم کے مفہوم اول یعنے اسم ذات کے لحاظ سے پیشگوئی کی تعیین کرتے ہیں۔ آنحضرت صلعم کا اسم ذات محمدؐ تھا یہی نام آپ کا آپکے بزرگوں نے رکھا۔ اور اسی نام سے آپ مشہور تھے۔ دوسری طرف مسیح موعود کا نام تھا غلام احمد یہی نام ان کا انکے والدین نے رکھا۔ اور اسی نام سے وہ مشہور تھے۔ یہ سرسری نظر جو ہم نے ان دو مدعیان رسالت پر ڈالی۔ تو ہم کو معلوم ہوا کہ یہ پیشگوئی کم از کم اسم ذات کے لحاظ سے ان ہر دو میں سے کسی پر بھی چسپاں نہیں ہوتی تو پھر یہ ماننا پڑا کہ یا تو یہ پیشگوئی ابھی تک پوری نہیں ہوئی یا ہماری ظاہری نظر نے دھوکا کھایا۔ پہلی صورت تو کو مسلمہ طور پر غلط ہے۔ اس لئے دوسری صورت کو صحیح سمجھکر پھر نظر ڈالتے ہیں تا اگر سرسری نظر نے لفظ احمد کو ان دو بزرگوں پر اسم ذات کے طور پر نہیں چسپاں کیا۔ تو شاید پیشگوئیوں میں جو اخفاء کا پردہ ہوتا ہے۔ اس کو خیال رکھتے ہوئے ہم ذرا گہری نظر سے لفظ احمد کا تعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا مسیح موعود میں سے کسی کے ساتھ اسم ذات کے طور پر دیکھ سکیں۔ تاریخ اور احادیث صحیحہ (وضعیات الگ رکھکر) شاہد ہیں کہ محمد رسول اللہ کا رسالت سے پہلے کبھی بھی احمدؐ کے نام سے کوئی تعلق ثابت نہیں ہو سکتا۔ دعوی سے پہلے کی شرط اسواسطے ہے کہ دعویٰ کے بعد والا نام اول تو اسم ذات نہیں کہلا سکتا۔ دوسرے خصم پر حجت نہیں ہو۔ اگر دعوے سے بعد کا اپنے مونھ سے آپ بولا ہوا نام بھی اسم ذات ہو سکتا ہو تو پھر تو امان اٹھ جاوے۔ مثلاً پیشگوئی ہو کہ عبدالرحمن نام ایک شخص مامور ہو کر آئے گا۔ تو ایک شخص مسمی جہال دین اٹھے اور کہے کہ میرا نام ہی عبدالرحمن ہے۔ تو وہ صحیح نہ سمجھا جائیگا۔ مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں تو یہ جھگڑا بھی نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے اسم ذات کے طور پر دعویٰ کے بعد بھی کبھی اپنا نام احمد نہیں بتایا۔ اگر کوئی دعوے کرے تو بار ثبوت اس کے ذمہ ہے۔ غرض محمد رسول اللہ کے معاملہ میں تو ہماری گہری نظر بھی ماندہ ہو کر واپس لوٹی۔ کیونکہ بلحاظ اسم ذات کے کجا محمدؐ اور کجا احمدؐ۔ اب رہے مسیح موعود۔ انکے متعلق بھی جیسا کہ پہلے اوپر بیان کیا ہماری سرسری نظر تعیین کرنے سے قاصر رہی۔ اب ذرا گہری نظر ڈالیں مسیح موعود کا نام جو عام مشہور تھا۔ اور جو والدین نے رکھا غلام احمد تھا۔ یہ مرکب ہے لفظ غلام اور احمد سے۔ اب ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ ان دونو میں سے نام کا اصل اور ضروری حصہ کونسا ہے۔ یاد رہے کہ نام ہوتا ہے۔ تعیین اور تخصیص کے لئے اس اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ہم مسیح موعود کے خاندان کے ممبروں کے ناموں پر نظر ڈالیں۔ اور تھوڑی دیر کے لئے تعصب کو الگ رکھیں تو امید ہے۔ کچھ نہ کچھ ہم کو ضرور نظر آ جائیگا۔ حضرت مسیح موعود کے والد کے چار بھائی تھے۔ تو گویا کل پانچ ہوئے۔ ان میں سے تین یہ ہیں مرزا غلام حیدر۔ مرزا غلام مرتضیٰ۔ مرزا غلام محی الدین باقی دو بچپن میں فوت ہوئے۔ اس لئے انکے نام کی ابھی تک تحقیقات نہیں کر سکا۔ مگر اتنا پتہ یقینی چل گیا ہے۔ کہ ان کے ناموں میں غلام کا لفظ ضرور تھا۔ تو اب غلام کا لفظ تو ان سب میں مشترک تھا۔ اسلئے یہ لفظ ان کے ناموں کا اصل حصہ نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اس نے تخصیص پیدا نہیں کی۔ بلکہ تخصیص پیدا کرنیوالے حیدر اور مرتضیٰ اور محی الدین الفاظ تھے۔ پس اگر ان کو ہی اصل نام کہہ دیا جاوے۔ تو حرج نہیں۔ اب آگے چلئے۔ حضرت مسیح موعود دو بھائی تھے۔ آپکا نام غلام احمد تھا۔ اور آپکے بڑے بھائی کا نام غلام قادر تھا۔ یہ غور طلب امر

غلام کا لفظ پھر مشترک ہوا۔ اسم کا کام ہے۔ ایک حد تک تخصیص کرنا وہ تخصیص کس لفظ نے قائم کی؟ ہمارا ضمیر بولتا ہے کہ ایک طرف احمد نے اور دوسری طرف قادر نے۔ پس صحیح نہیں کہ انہی کو اصل نام سمجھا جاوے۔ مسیح موعود کے چچا مرزا غلام محی الدین کی نسل میں بھی یہی سلسلہ چلا۔ ان کے تین بیٹے ہوئے۔ جن کے نام تھے مرزا کمال الدین۔ مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین۔ ان میں دین کا لفظ مشترک ہے۔ اور امام اور نظام اور کمال نے تخصیص کی پس وہی اصل نام ٹھہرے پھر آگے چلئے۔ مرزا غلام قادر جو مسیح موعود کے بڑے بھائی تھے۔ ان کے ہاں ایک بیٹا ہوا جس کا نام رکھا گیا۔ عبدالقادر۔ گویا اس نے باپ کے خصوصیت والے اصل نام کو ورثہ میں لیا پھر یہی نہیں۔ خود مسیح موعود کی اولاد کو لیجئے۔ دعوے کے بعد کی مثال تو آپ مانیں گے نہیں۔ دعوے سے بہت سال پہلے جب آپ ابھی جوان ہی تھے۔ اور بالکل گوشہ تنہائی میں اپنے دن کاٹتے تھے اور بیرونی دنیا میں کوئی آپ کو نہ جانتا تھا۔ آپ کے ہاں دو لڑکے پیدا ہوئے۔ جن کے نام رکھے گئے۔ مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد۔ دیکھئے باپ کے اصل نام کا حصہ جس سے لیا وہ نام جس نے باپ کو پہلے سے خصوصیت دی تھی۔ پھر اور سنئے حضرت مسیح موعود کے والد نے دو گاؤں آباد کئے تھے اور ان دونوں کو اپنے دو بیٹوں کے نام پر موسوم کیا۔ ایک کا نام رکھا قادرآباد اور دوسرے کا احمدآباد۔

ان سب باتوں سے نتیجہ نکلا کہ حضرت مسیح موعود کا گو پورا نام غلام احمد تھا لیکن نام کا اصل اور ضروری حصہ یعنی وہ حصہ جس نے آپ کی ذات کی خصوصیت پیدا کی احمد تھا اسلئے کوئی حرج نہیں۔ اگر یہ کہا جاوے کہ آپ کا اصل اسم ذات احمد ہی تھا۔ وهو المراد۔ مگر یاد رہے کہ یہ ہم نے شروع میں ہی مان لیا تھا کہ پہلی نظر ہم کو محمد رسول اللہ اور مسیح موعود دونوں کی طرف سے مایوس کرتی ہے لیکن ہاں اگر ان ہر دو رسولوں میں سے کسی ایک پر پیشگوئی کو ضرور اسم ذات کے طور پر ہی چسپاں کرنا ہے۔ تو عقل سلیم کا یہی فتویٰ ہے کہ احمد جس کی پیشگوئی کی گئی تھی وہ مسیح موعود ہی تھے خاصکر جب ہم یہ بھی خیال رکھیں کہ سنت اللہ کے موافق پیشگوئیوں میں ضرور ایک حد تک اخفا کا پردہ بھی ہوتا ہے

[illegible]

غزل

(نتیجۂ فکر جناب ذوالفقار علی خانصاحب گوہر رامپوری)

شوقِ نظارہ بھی ہو لذتِ دیدار بھی ہو
دل میں اک زخم بھی ہو زخم میں اک خار بھی ہو

دل اگر ہو تو کوئی دل کا خریدار بھی ہو
غم اگر ہو تو الٰہی کوئی غمخوار بھی ہو

سیرتِ صبر میں ہو غیرتِ ملی کی جھلک
جلوۂ نور میں سوزشِ نار بھی ہو

جنبشِ غیرتِ حق کے لئے کافی ہے یہی
طلبِ عفو بھی ہو گریۂ اسحار بھی ہو

خواجۂ قوم بنے ہو تو دورنگی چھوڑو
یہ نہ ہو دانۂ تسبیح میں زنار بھی ہو

واعظو خلوت و جلوت میں نہیں تم یکساں
تم اگر یار کسی کے ہو تو عیار بھی ہو

جوشِ قومی کے لئے چاہئے تقویٰ کا لباس
تیغ خونخوار بھی ہو دست نگہدار بھی ہو

سر بکف سینکڑوں ہیں کون ہو شمشیر بکف
دل تو لاکھوں ہیں کوئی لینے کو تیار بھی ہو

امتیازِ حق و باطل بھی رہے کچھ اے شوخ
کچھ گلا میرا تو کچھ شکوۂ اغیار بھی ہو

لطفِ مے کے لئے درکار ہے عالی ظرفی
نشۂ حسن میں سرشار بھی ہوشیار بھی ہو

خاطرِ سائلِ مسکیں کا رہے کچھ تو لحاظ
وضعِ انکار میں رنگینیٔ اقرار بھی ہو

میرزا بننے کی خواہش ہے تو سبحان اللہ
شوق سے بنئے مگر طرۂ طرار بھی ہو

وہی صورت وہی سیرت ہو جو محمود کی ہے
سحرِ گفتار بھی ہو شوخیٔ رفتار بھی ہو

حسنِ جاں سوز بھی ہو نور شب افروز بھی ہو
زلف خم دار بھی ہو چشم حیادار بھی ہو

زورِ تسخیر بھی ہو عزم جہانگیر بھی ہو
مخزنِ علم ہو گنجینۂ اسرار بھی ہو

ورنہ بے سود ہے یہ خواہش بزم آرائی
کچھ تو ہو جنس کے لئے گرمیٔ بازار بھی ہو

چاہیئے امت وسطیٰ کے لئے اے گوہر
بیعتِ یار بھی ہو سیرت احرار بھی ہو

ہم شکرگذار ہیں۔ جناب خان صاحب ذوالفقار علیخاں صاحب کے جنہوں نے ہماری گذارش کو شرف قبولیت بخشکر اپنے دلپذیر کلام کے شائع کرنے کا موقعہ دیا۔ اور آئندہ کے لئے امید دلائی کہ یہ ترنم ریزی جاری رہیگی۔

خدا کے فضل و کرم سے ہماری جماعت میں ایسے سخن سرا اور نغمہ سنج موجود ہیں۔ جو عرصہ شعر و سخن میں اشہب خیال کی راہواری کے کمال دکھا سکتے ہیں لیکن افسوس کہ اکثر نہیں دکھاتے یا کم دکھاتے ہیں۔ حالانکہ ان کا فرض ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے انہیں یہ ملکہ ذہنی دیا ہے تو حضرت مسیح موعود کے اس شعر کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق ۔ اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

[illegible]

مختصر روئداد مقدمہ امرتسر

مسمی سراج الدین عمر تخمیناً ۲۱ سال مذہب اہلحدیث نماز روزہ کا پابند خوش خلق نیک سیرت کٹڑہ کرم سنگھ امرتسر میں محلہ اپنے ہر دو برادر کلاں و والدہ رہتا تھا۔ جس کی شادی ہوئے ایک سال گذرا ہے۔ یہ شخص چند ماہ سے اپنے بھائیوں سے زیور وغیرہ اسباب خانگی قیمتی تخمیناً ۷۰۰ روپیہ لیکر علیحدہ ہو گیا۔ اور اپنے سالے سے ملکر کام کرنا شروع کر دیا۔ ایک رات اسکو خواب میں ایک نیک مرد نے کہا کہ تم جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرو۔ تمہاری نماز علیحدہ نہیں ہوتی اسنے جواب دیا کہ میں تو مسجد میں باجماعت ہی نماز پڑھتا ہوں اس نیک مرد نے پھر کہا کہ نہیں تم جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔ دوسری رات پھر اُسنے یہی خواب دیکھا۔ اور اس نیک مرد نے چار پانچ احمدیوں کو (جو اسی محلہ میں رہتے تھے۔ اور اُن سے اس کی گفتگو سلسلہ کے متعلق ہوتی رہتی تھی) دکھلا کر اور اشارہ کر کے کہا کہ انکے ساتھ نماز پڑھا کرو۔ پس اس شخص نے تیسرے دن اُٹھتے ہی احمدیوں سے کہا کہ میں تمہارے ساتھ نماز پڑھا کروں گا۔ چنانچہ اسنے ایسا ہی کیا۔ جب احمدیوں کے ساتھ محلہ والوں نے نماز پڑھتے دیکھا۔ تو محلہ میں ایک شور مچ گیا۔ اور اس بیچارے کو بہت مارا پیٹا گیا۔ اور مکان میں بند کر دیا۔ لوگ دھمکیاں دیتے۔ اگر کبھی باہر نکلتا تو اسکے پیچھے تالیاں بجاتے اسکو سنا کر حضرت مسیح موعود کو گالیاں نکالتے۔ بعض تو سراج الدین پر پتھر بھی پھینکتے۔ جب یہ حالت ہوئی۔ تو ایک غیر احمدی کے ذریعہ اسکے بھائیوں کو سمجھایا گیا کہ اس میں مولویوں کا کچھ بگڑتا ہے اور نہ احمدیوں کا۔ تمہارے بھائی کو ناحق تکلیف ہو رہی ہے۔ مولویوں کے کہنے سے اپنے بھائی کو کیوں پٹواتے ہو۔ اس پر سراج الدین کو اجازت مل گئی کہ بے شک احمدیوں کے ساتھ ہی نماز پڑھا کرے۔ اور اسکے بھائیوں نے لوگوں کو روکنا شروع کیا۔ اور وہ نمازوں اور جمعہ میں ہمارے ساتھ شامل ہونے لگا۔ سالانہ جلسہ پر قادیان آنے کے لئے اس کے بھائیوں نے اُسے ۲۰ روپے کرایہ کے لئے بھی دئے۔ اور اس نے اپنی خوشی سے رخصت کیا۔ اور وہ حضرت خلیفۃ ثانی محبوب یزدانی کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہوا۔ جب واپس آیا تو دیکھا کہ اسکی بیوی گھر کا سارا مال و متاع اٹھا کر اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی ہے۔ اور اس کے سسرال نے اُسے روکہ کہ ہمارے گھر مت آنا۔ تم مرزائی مرتد (نعوذ باللہ) ہو گئے ہو۔ محلہ میں پھر شور برپا ہو گیا۔ اور بیچارے کو لوگوں نے برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اور مولویوں نے بھی فسخ نکاح کا فتوے دیدیا۔ کہ یہ شخص نعوذ باللہ مرتد ہو گیا ہے۔ اسکو جو مسلمان کہے وہ بھی کافر ہے۔ اور لوگوں کو زبانی کہا کہ مرتد کا قتل کرنا بھی کار ثواب ہے۔ بس کیا تھا۔ امرتسر میں جہاں مسیح موعود علیہ السلام پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح پتھر چلائے گئے۔ سراج الدین اس کی غلامی حاصل کر کے کیسے بچ سکتا تھا۔ مگر اُسنے ان کا بھی صبر کیا۔ آخر کار اسپر بھی مولویوں نے بس نہ کی۔ اور سراج الدین کے سالے کو کہا گیا کہ تم اپنی ہمشیرہ کے نکاح کے متعلق دعوی دائر کرو چنانچہ اسکے سالے گلاب خاں نے اپنی بہن کی طرف سے دعوے کیا کہ میرا خاوند بباعث مرزائی ہونے کے مُرتد ہو گیا ہے۔ اسواسطے میرا نکاح فسخ ہونا چاہیئے۔ اسی دن ہمیں پتہ لگ گیا۔ بندہ نے حضور انور فداہ ابی امی حضرت خلیفۃ ثانی کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ حضور کا حکم نامہ ایک میرے نام دوسرا سیکرٹری صاحب ڈاکٹر عباد اللہ کے نام آگیا کہ مقدمہ کی پیروی کرو۔ وقت پر ہم بھی توجہ کرینگے میں نے یہ حکم نامہ جمعہ میں سُنایا۔ اور ساتھ ہی بتلایا کہ صفت رحمانیت کے ماتحت اللہ تعالے نے یہ گورنمنٹ برطانیہ ہمارے مالوں۔ جانوں کی محافظ مغرب سے بھیجی ہے۔ آج جس قدر ہم جماعت احمدیہ علماء کی طرف سے مظلوم ہیں۔ شاید ہی کوئی قوم ہو۔ اس واسطے اس گورنمنٹ کی ہمیں قدر کرنی چاہیئے۔ اور صفت رحیمیت سے حصہ لینے کے لئے اسکے آگے فریاد کرنی چاہیئے۔ پس آپ لوگ اپنی مظلومانہ آواز سرکار تک پہونچائیں۔ جماعت امرتسر خدا تعالے کے فضل سے آمادہ ہو گئی۔ اور چندہ فراہم ہونا شروع ہو گیا۔ کیونکہ سراج الدین بالکل نادار شخص ہو گیا تھا۔ اور جو جائداد تھی۔ وہ اسوقت اب تک اس کی عورت اپنے ماں باپ کے گھر لے گئی ہوئی ہے۔ ہفتہ کے بعد سراج الدین کو سمن عدالت سے آگیا۔ کہ ۲۴ر فروری حاضر ہو کر جواب دو۔ مقدمہ کے دن مجھے بھی قادیان جانے کا اتفاق ہوا۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ کام قومی ہے۔ صرف جماعت امرتسر کا ہی نہیں۔ وقت پر ہم بھی مدد کرینگے۔ میں نے عرض کی کہ کل اخراجات جماعت امرتسر سارا بوجھ مقدمہ کا اٹھاتی ہے۔ حضور دعا ہی فرما دیں۔ وقت پڑا تو خود عرض کر دی جائیگی۔ چنانچہ مالی مدد کسی اور جگہ سے نہیں لی گئی۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے چودہری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹرایٹ لاء کو لاہور لکھا ہے۔ وہ تاریخ پر آ جائینگے۔ چنانچہ ۲۳ر فروری کی رات کو ہی جناب چودہری صاحب موصوف ہمراہ ڈاکٹر عباد اللہ صاحب تشریف لے آئے۔ صبح دونوں نے ملاقات کی۔ اس تاریخ پر صرف ڈاکٹر صاحب اور میاں محمد دین صاحب چودہری صاحب کے ساتھ کچہری میں جانا مناسب سمجھا گیا جہاں سے واپس آکر جناب چودہری صاحب نے فرمایا کہ ۱۹ تاریخ مارچ مقرر ہو کر مندرجہ ذیل تنقیحات قائم ہوئی ہیں (۱) کیا مدعا علیہ بوجہ مرید ہو جانے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مسلمان نہیں رہا۔ ثبوت بذمہ مدعیہ۔ (۲) اگر ایسا ہوا ہے۔ تو کیا مدعیہ فسخ نکاح کا دعوے کر سکتی ہے۔ ثبوت بذمہ مدعیہ۔ (۳) اگر یہ ثابت ہو کہ مدعا علیہ باوجود مرزا غلام احمد صاحب کا مرید ہو جانے کے مسلمان ہے۔ تو کیا دعوٰی فسخ نکاح ہو سکتا ہے یا دعوی استقراریہ۔ ثبوت بذمہ مدعیہ ✤

۱۹ر مارچ۔ شہادت مدعیہ کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی مولوی عبدالواحد غزنوی۔ مولوی احمد اللہ امرتسری۔ وہابیوں میں سے تھے۔ اور حنفیوں سے مولوی نور احمد۔ مولوی عبدالصمد مولوی غلام مصطفےٰ آئے۔ اس تاریخ میں بھی کچہری گیا اور مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی میرے ہمراہ کچہری تک چلے گئے۔ راستہ میں آپ کہنے لگے کہ مجھے کوئی خبر نہیں کہ کیوں کچہری جا رہا ہوں۔ صرف میں نے پہلے ہی دستخط کر دیئے تھے۔ فتوے پر میں نے کوئی دستخط نہیں کئے۔ مجھے اس طرح کا کوئی فتوے یاد نہیں۔ ثناء اللہ خود کافر ہے۔ وہ احمدیوں کو کیوں کافر کہتا ہے وغیرہ۔ مولوی عبدالاحد صاحب پہلے بھی اقرار کر کہ فتوے کفر پر اسکے دستخط تھے۔ اور ان کو خوب یاد تھا۔ کہ میں شہادت کے لئے جا رہا ہوں۔ مگر سب باتوں میں کچہری سامنے لاعلمی کا اظہار فرماتے گئے۔ نیز یہ بھی افسوس ہے کہ جب

شناء اللہ کو کافر سمجھتے تھے۔ تو پھر کچہری میں اس کی شاگردی ان ہر چہار نے کیوں اختیار کی۔ مولوی محمد حسین اور احمد اللہ نہیں آئے تھے۔ صرف یہ چاروں مولوی ایک درخت کے نیچے مولوی ثناء اللہ سے (جو پہلے ہی بن بلائے کچہری میں آیا ہوا تھا) سبق سیکھنے لگے کہ سب جج صاحب عیسائی ہیں۔ تم یہ کہنا کہ مرزا صاحب چونکہ حضرت عیسیٰ کو جو ایک اولوالعزم نبی ہیں برا کہتا ہے۔ اور خود نبی بنتا ہے۔ لہٰذا وہ کافر ہے۔ ۱۰ بجے کے قریب مولوی صاحبان یکے بعد دیگرے کمرہ عدالت میں داخل ہوئے۔ اور مولوی ثناء اللہ بھی ہمراہ تھا۔ سب نے بالاتفاق شہادت دی کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں آسکتا (گویا جو چشمہ فیض نبوت کا آدم سے خلق کے لئے جاری تھا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسکو بند کرنے آئے تھے) جو دعویٰ نبوت کرے وہ کافر۔ جو حضرت عیسیٰ کو گالی دے وہ بھی کافر۔ چونکہ مرزا صاحب نے ایسا کیا اسلئے وہ کافر (نعوذ باللہ) ہماری طرف سے سوال ہونے پر مولوی صاحبان نے بالاتفاق جواب دیا کہ مسیح موعود نبی اللہ ہو کر آئے گا۔ وہ دعوئے نبوت کریگا۔ سچا نبی ہوگا۔ اس کو وحی الٰہی ہوگی۔ نیز جو شخص آمنت باللہ و ملائکتہ [illegible] مرزا صاحب کو کافر کہے۔ وہ بھی کافر ہے۔ ہم منافقوں کو نماز پڑھنے سے اپنی مسجدوں میں نہیں روکتے ہمنے قادیان جاکر وہاں کے حالات معلوم نہیں کئے۔ جو شخص یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ پڑھے۔ وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ مگر کافر نہیں ہوتا۔ مولوی صاحبان شہادت دیتے وقت کانپتے بھی تھے۔ اور مولوی نور احمد صاحب کیلئے تو ایک [illegible] پانی کا کوزہ بھی کمرہ عدالت میں ساتھ لیکر آیا تھا۔ اور جب ان کو کہا گیا کہ کہو ایمان سے سچ کہوں گا۔ تو یہ لفظ کہتے ہی [illegible] منہ پھیر کر جلدی سے گر پڑے۔ اور [illegible] سے دو گھونٹ پانی پی کر پھر جلدی سے کھڑے ہوگئے۔ ایک ایک منٹ بعد پانی پیتے تھے۔ مگر بیٹھے صرف پہلی دفعہ ہی تھے۔ بعد میں کھڑے کھڑے ہی پیتے رہے۔

شان ایزدی مولوی ثناء اللہ صاحب آئے تو تھے ہماری مخالفت کے لئے۔ مگر ان کا آنا ہمارے لئے مفید ہوا۔ چودہری صاحب نے عدالت سے کہا کہ ایڈیٹر اخبار اہلحدیث یہاں موجود ہے۔ اسکی ایک تحریر کی تصدیق کرانی ہے۔ عدالت نے اجازت فرمائی۔ اور ہم نے تین روپیہ خرچہ رکھ کر مولوی صاحب کے ہاتھ وہ پرچہ دیا۔ جسمیں اُسنے ہمیں مسلمان لکھا ہوا ہے مولوی صاحب نے اقرار کیا کہ اس تحریر کا یہی مطلب ہے۔ اور یہ میری ہی تحریر ہے۔ اسوقت کمرہ میں تین سو کے قریب غیر احمدی ہونگے۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ احمدیوں سے تین روپے لے کر ان کو مسلمان کہہ رہا ہے۔ اسواسطے سراج الدین کے متعلقین نہ صرف مولوی ثناء اللہ پر ہی بدظن ہو گئے بلکہ تمام مولویوں کی طرف سے انہیں سوءِ ظنی ہو گئی۔ اس رسوائی اور بدظنی کو مولوی ثناء اللہ نے جس طرح لوگوں کے دلوں سے دور کرنا چاہا۔ وہ پھر کسی وقت بوقت ضرورت بیان ہوگی۔ اسکے بعد حکم ہوا کہ ۱۶ اپریل تم اپنی شہادت پیش کرو۔ پس ۱۶ اپریل جناب مرزا بدالدین صاحب بیرسٹرایٹ لاء سیالکوٹ۔ شیخ محمد اکرم صاحب بیرسٹرایٹ لاء لائلپور۔ جناب میاں حفیظ اللہ صاحب وکیل امرتسر۔ (یہ تینوں صاحب احمدی نہیں) مولوی سرور شاہ صاحب و میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل گواہان تھے۔ دونوں بیرسٹر صاحبان نے گواہی دی کہ ہم ولایت میں احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے رہے ہیں۔ یہ لوگ نماز وغیرہ ارکان اسلام ہماری طرح ہی بجا لاتے ہیں۔ بلکہ ارکان اسلام کے خوب پابند ہیں۔ مدعیہ کا وکیل ان پر کسی قسم کی جرح نہ کر سکا میاں حفیظ اللہ صاحب نے باوجود امرتسری ہونے کے شہادت حقہ کے ادا کرنے میں ذرا بھی دریغ نہ کیا۔ اور سچی سچی بات کہدی کہ ہمارے محلہ میں احمدیوں کی مسجد ہے ہماری طرح ہی نمازیں پڑھتے ہیں۔ میں بھی نماز جمعہ وہیں ان کے پیچھے پڑھتا ہوں ۔

اسکے بعد ہمارے علماء شہادت دینے کے لئے عدالت میں آئے۔ اور شہادت دی کہ قرآن و حدیث جن پر چلنے کا نام اسلام ہے۔ وہ تمام باتیں حضرت مسیح موعود اور احمدی جماعت میں پائی جاتی ہیں۔ مدعیہ کے وکیل نے جرح کی کہ لانبی بعدی اور خاتم النبیین کے برخلاف مرزا صاحب دعویٰ نبوت کرتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ مولوی ثناء اللہ کی بتلائی ہوئی باتیں تھیں۔ جو اسوقت بھی یاد کرایا جاتا تھا۔ اس کا جواب خوب صفائی سے دیا گیا کہ مسیح موعود کی نبوت اس آیت و حدیث کے برخلاف نہیں ہے۔ مدعیہ کے وکیل نے یہ بھی سوال کیا تھا کہ تم لوگ ہمیں کافر کہتے ہو جس کا جواب انکے حسب دل خواہ ہاں میں دیا گیا ۔

ہمارے علماء کی شہادت حقہ کا اقرار مولوی ثناء اللہ یوں کرتا ہے کہ :۔

"مولوی محمد اسحٰق اور مولوی سرور شاہ کی راستگوئی کے ہم قائل ہیں۔ جو کچھ انہوں نے بیان کیا۔ وہ عین مرزا صاحب کی تعلیم کے مطابق کیا۔ اور مرزائیت کی پوری تبلیغ اور اشاعت کی۔ اور کوئی لگی لپٹی نہیں رکھی۔ شاباش" اہلحدیث ۲۰ اپریل

والفضل ما شهدت به الاعداء

۱۷ اپریل بحث کے لئے مقرر ہوئی۔ بحث کے دن بھی مولوی ثناء اللہ صاحب آئے ہوئے تھے۔ اور کتابیں ساتھ تھیں ہمنے بھی ایک ڈیڑھ صندوق کتابوں کا جمع کر رکھا تھا۔ بحث چونکہ انگریزی میں تھی۔ اسواسطے مفصل لکھنے سے دوست مجھے معذور سمجھیں۔ ہمارے چودہری صاحب نے محمڈن لاء اور فیصلجات چیفکورٹ و ہائیکورٹ اور حضرت صاحب کی کتابوں [illegible] وغیرہ سے ثابت کر دیا کہ ہم حقیقی طور پر مسلمان ہیں۔ چودہری صاحب نے جسوقت تقریر کرنی شروع کی۔ تمام کمرہ عدالت سامعین سے پُر تھا جسمیں بعض بیرسٹر اور وکلاء بھی تھے۔ آپ کی انگریزی تقریر بہت ہی دلچسپی سے سنی گئی۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح (ظفر) کا نظارہ تھا۔ الغرض بحث قریباً چار گھنٹے میں ختم ہوئی اور ۲۷ تاریخ فیصلہ کی مقرر ہوئی۔ اس مقدمہ میں ہمارے احمدی شہر امرتسر نے حسب حیثیت حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے ۔

۲۷ اپریل حکیم غلام غوث صاحب اور سراج الدین صاحب کچہری میں پہنچے تاکہ حکم [illegible] بمطابق فیصلہ [illegible] کے قریب [illegible] فریقین [illegible] عدالت نے حکم سنایا کہ سراج الدین مسلمان۔ دعویٰ مدعیہ خارج ہے۔ اس مقدمہ میں مخالفین امرتسر مشورے کرتے تھے کہ تنسیخ نکاح کی ڈگری حاصل کرنے پر کچہری سے ہی [illegible] شروع ہو جائے رات کو کہنے لگے کہ دیگیں پکا کر مولویوں کو کھلائی جائیں اور اسی وقت دوسرا نکاح کیا جاوے۔ اور مرزائی [illegible]

کیا جاوے۔ مگر اپنے برخلاف حکم سنتے ہی اب سراج الدین کے بھائیوں سے دنگا کرنا شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے رپورٹ کوتوالی میں باقاعدہ کردی ہوئی ہے۔ شہر میں ایک عام افواہ ہے کہ مولویوں نے خواہ مخواہ اپنی ذلت آپ کی ہے ۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ ما النصر الا من عند اللہ العزیز ۔ امید کہ احباب احمدیہ امرتسر کو دعاؤں میں نہ بھولیں گے۔ والسلام۔ المبلغ محمد ابراہیم بقاپوری۔ از امرتسر

سفرِ انگلستان

جہاز پر پندرھواں[۱۵] دن

(۵ - اپریل ۱۹۱۴ء)

بحیرۂ روم میں پہلا دن۔ کل شام کے وقت جہاز پورٹ سعید سے چلا۔ بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا۔ ان ربی لغفور رحیم جہاز کے چلنے سے قبل میں نے پورٹ سعید کی سیر۔ علماء کی ملاقات۔ چند لوگوں کو تبلیغ اور دو آدمیوں کی بیعت عربی فارم پر۔ اور ایک انگریزی بیعت کی فارم پُر شدہ بحضور حضرت خلیفۃ المسیح دو لفافوں میں روانہ کئے گئے تھے۔ مگر اسوقت اتنا وقت نہ تھا کہ میں خود کنارے پر جا سکتا۔ اسواسطے ایک شخص کو جو کنارے جا رہا تھا۔ دونوں لفافے اور ٹکٹ کے پیسے دیئے تھے۔ امید ہے کہ ہر دو لفافے انشاء اللہ قادیان پہنچے ہونگے۔ اور ہر اپریل کی رپورٹ درج اخبار ہو چکی ہوگی ۔

جہاز کے چلنے سے قبل پچھلے سرے پر ایک توپ چڑھا دی گئی۔ جہاں انگریز توپچی ہر وقت دور بین لئے کھڑے رہتے ہیں۔ جہاز چلنے سے تھوڑی دیر بعد ایک اشارہ ہوا۔ سب لوگ اپنے لائف بیلٹ کمر سے باندھ کر اپنی اپنی کشتیوں کے پاس جا کھڑے ہوئے۔ نائب کپتان صاحب نے سب کی حاضری اپنے رجسٹر پر سے بلائی۔ میرا نام بلایا مسٹر محمدؐ۔ یہ بھی فال نیک ہوئی۔ رات کو جہاز کی رفتار زیادہ تھی دن کو کم ہے۔ کل شام سے آج بارہ بجے تک ۔ ۲۱۰ میل طے ہوئے ہیں۔ لائف بیلٹ ہر شخص ہر وقت اپنے پاس رکھتا ہے۔ خواہ کھانے کے کمرے میں ہو۔ اور خواہ ڈیک پر۔ سکنڈ کلاس میں کوئی لیڈی سوار نہیں۔ فسٹ کلاس میں تین ہیں ۔

ایک امر نو مسلم جن اصحاب کو تبلیغ کی جا رہی ہے۔ انہیں سے ایک صاحب آج خدا کے فضل سے سب کچھ قبول کر لینے کے مقام پر پہونچے۔ فالحمد للہ۔ چنانچہ ان کی درخواست بیعت بحروف انگریزی اس مضمون کے شامل بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ ارسال کی جاتی ہے۔ پہلی درخواست انگریزی پورٹ سعید سے روانہ خدمت حضور اقدس ہو چکی ہے۔ اس صاحب کا نام مسٹر [illegible] ہے۔ انجینیری محکمہ میں ایک کمپنی کے پاس افریقہ میں ملازم تھے۔ اب اپنے وطن آئرلینڈ جا رہے ہیں۔ اسلامی نام دانیال انہوں نے پسند کیا ہے مگر ابھی میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ عملی طور پر پورے مسلمان ہو گئے ہیں۔ مگر خدا کے فضل سے امید ہے کہ ایسے ہو جائینگے اللہ تعالیٰ استقامت اور روحانی ترقیات عطا فرماوے آمین ثم آمین ۔

آزمائشی توپیں آج صبح اعلان ہوا تھا کہ دس بجے آزمائشی توپیں چلینگی۔ سب لوگ تماشہ دیکھنے ڈیک پر آ گئے۔ ایک خالی پیپہ جہاز میں سے پھینک دیا جاتا۔ جب وہ دور چلا جاتا۔ تو اس کو نشانہ کر کے توپ چلائی جاتی۔ گولا جہاں پانی میں جا لگتا اس سے نصف میل تک جا کر پھٹتا اور دھواں نکلتا۔ چھ فائر کئے گئے ۔

سردی سردی خاصی ہے۔ گرم کپڑوں سے بدن کو سردی نہیں لگتی۔ مگر باوجود گرم سبز عمامے کے گاہے سر میں سردی محسوس ہونے لگتی ہے۔ تعجب ہے کہ انگریز سب ننگے سر پھرتے ہیں۔ باوجود سردی کے ڈیک پر آرام معلوم ہوتا ہے۔ کمرے میں صرف رات سونے کے وقت جاتا ہوں۔ نمازیں اندرونی ہولڈ پر پڑھتا ہوں ہولڈ اس تہ خانہ کو کہتے ہیں جسکے اندر مسافروں کا اور دیگر اسباب رکھا رہتا ہے۔ اور روزانہ ایک دفعہ کھولا جاتا ہے۔ آج صبح جب نماز پڑھ کر میں ڈیک پر آیا۔ تو ایک انگریز توپ کا معائنہ کرتا ہوا اور دوربین سے چاروں طرف دیکھتا ہوا میرے پاس آیا۔ بعد سلام کہنے لگا۔ آپ بہت سویرے اٹھتے ہیں۔ میں نے کہا اسواسطے کہ سورج نکلنے سے قبل میرے لئے ضروری ہے کہ اپنے خدا کو یاد کروں۔ کہنے لگا۔ آپ سورج ڈوبنے کے وقت بھی عبادت کرتے ہیں۔ میں نے کہا ٹھیک ٹھیک۔ ڈوبنے کے بعد کہنے لگا۔ کیا سب مسلمانوں میں ایسا رواج ہے۔ میں نے کہا کہ رواج نہیں۔ بلکہ مذہبی حکم ہے۔ کہنے لگا۔ کیوں ایسا حکم ہے میں نے کہا۔ تاکہ ہمارے دن کا شروع اور آخر اور درمیان سب اللہ کے نام سے ہو۔ پھر پوچھا۔ آپ سبز عمامہ کیوں رکھتے ہیں میں نے کہا۔ اسواسطے کہ یہ رنگ قدرت نے نباتات کی روئیدگی کے واسطے پسند کیا ہے۔ مجھے بھی یہ پسند ہے۔ کہنے لگا۔ کیا یہ مذہبی حکم نہیں۔ میں نے کہا نہیں ۔

ایک مبشر رؤیا چونکہ کل سے ہر طرف جنگی جہازوں اور تباہ کن کشتیوں ہی کا ذکر ہوتا رہا اسواسطے میری طبیعت بھی کچھ پریشان رہی۔ رات میں نے دیکھا کہ کوئی شخص انگریزی میں مجھے کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جہاز کا گارڈ (محافظ) ہے۔ صبح میں نے یہ خواب جہاز کے بعض افسروں ملازموں اور مسافروں کو سنایا۔ مارکونی والے اور پادری صاحب بھی اس بشارت کو سنکر خوش ہوئے ۔

جہاز پر سولھواں[۱۶] دن

(۶ - اپریل ۱۹۱۴ء)

ورزش الحمد للہ۔ اب تک کوئی خطرہ پیش نہیں سمندر ابھی ساکن ہے۔ جہاز میں بہت حرکت نہیں آج دس بجے کے قریب اچانک اشارہ ہوا۔ سب اپنے اپنے لائف بلٹ پہنکر بھاگے ہوئے درجہ اول کے بیٹھنے کے کمرے میں پہنچے۔ میں اسوقت ڈیک پر بیٹھا قرآن شریف کی منزل پڑھ رہا تھا۔ لائف بلٹ پاس رکھا تھا۔ فوراً پہن کر میں بھی پہونچا۔ سب کو حکم ہوا۔ اپنی اپنی کشتیوں کے پاس تیار کھڑے ہو جاؤ۔ کشتی نمبر ۷ کے پاس میں اپنے ساتھیوں سمیت چلا گیا۔ جہاز نے پانچ سیٹیاں بجائیں۔ جو اس امر کی علامت ہے کہ کشتیاں سمندر میں اتاری جائیں۔ حیران تھے۔ کیا ہوا۔ جلدی معلوم ہو گیا کہ یہ صرف ایک ورزش کے واسطے بات تھی۔ ورنہ خطرہ کوئی نہیں۔ اجازت ہوئی سب نے لائف بلٹ کھولے۔ اور اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ اور خدا کا شکر کیا۔ لائف بلٹ کیا ہے۔ کارک کی چوڑی چوڑی بارہ تختیاں کپڑے کے اندر سی کر مثل واسکٹ بنا دی گئی ہیں۔ جس کو سینے اور پشت کے ساتھ کپڑوں کے اوپر سے مضبوط باندھا جاتا ہے وہ اپنے ہلکا پن کے سبب آدمی کو پانی میں اوپر اٹھائے رکھتی

ہیں۔ یہ سب حیلے ہیں۔ اصل حفاظت اللہ ہی کی ہے۔ آج سنا گیا ہے کہ جہاز انشاء اللہ تعالیٰ منگل کے دن ۱۰ اپریل کو مارسیلز پہنچے گا۔ مچھلی پکڑنے والے پرندے جہاز کے ارد گرد برابر چیلوں کی طرح اڑتے دکھائی دیتے ہیں ٭

گرجا

آج عیسائیوں کا گڈ فرائیڈے۔ ایک خاص مذہبی تہوار ہے۔ پادری صاحب نے کپتان کی خاص اجازت حاصل کر کے نوٹس لگا کر پہلے گیارہ بجے درجہ اول کے کھانے کے کمرہ میں گرجا ہوگا۔ میں بھی دیکھنے گیا۔ [illegible] صاحب نے نماز پڑھائی۔ قریب ۱۵۰ انگریزوں میں سے جو جہاز پر ہیں۔ صرف گیارہ آدمی عبادت میں شامل تھے جنمیں دو پادری صاحبان تھے۔ اور دو عورتیں۔ باقی سات میں سے تین آدمی درجہ دوم کے تھے۔ اور چار آدمی درجہ اول کے۔ گیت گائے گئے۔ دعا مانگی گئی۔ اور چندہ ہوا ٭

آج ہمارے جہاز نے ۳۵۴ میل طے کئے ہیں ٭

یہاں تک میں لکھ چکا تھا کہ طبیعت خراب ہو گئی۔ اور روزانہ حالات لکھنے کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ اب ۱۰ (اپریل) مارسیلز قریب ہے۔ اور وہاں خطوط ڈاک میں دیئے ضروری ہیں۔ اسلئے انکو یہاں ہی بند کرتا ہوں۔

(باقی حالات آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

محمد صادق عفی اللہ عنہ

دہرم سالہ میں زلزلہ سے نقصان

۹-۱۰ مئی کی درمیانی رات کو جو زلزلہ آیا تھا۔ اس کے متعلق نیم سرکاری تفاصیل سے معلوم ہوا ہے کہ یہ زلزلہ ۱۹۰۵ء کے زلزلہ سے بھی زیادہ سخت تھا۔ یہاں تک کہ ۱۹۰۵ء سے جتنے زلزلے آئے ہیں ان سب سے زیادہ شدید تھا۔ اور مکانات کو سخت نقصان پہنچا دہرم سالہ میں تمام مکانات سے کم و بیش زلزلہ کے نشانات ظاہر ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ زلزلہ سے اسوجہ سے کم نقصان ہوا ہے۔ کہ ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے تجربہ کے بعد نئی قسم کے مکانات تیار کئے گئے تھے جو محفوظ رہے ٭

مولوی محمد علی صاحب کے چند سوالات کے جواب

(از مولوی غلام رسول صاحب راجیکی)

گذشتہ ماہ میں ایک دن عصر کے وقت چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب نائب تحصیلدار لاہور مع چوہدری خیر الدین صاحب احمد آبادی میرے مکان پر بغرض ملاقات تشریف لائے اور شام تک بیٹھے رہے۔ چوہدری محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے مسئلہ کفر و اسلام اور مسئلہ نبوت مسیح موعود کے متعلق چند سوالات بھی کئے۔ جن کا جواب بسط کے ساتھ معقول اور منقول دونوں طرح پر دیا گیا۔ شام کے وقت چونکہ مجھے نماز اور درس کے لئے جانا تھا اسلئے ہم تینوں اٹھ کر چل دیئے۔ راستہ میں اثناء بیٹھکی میں چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب نے چوہدری خیر الدین صاحب سے پوچھا کہ آپ حلفیہ بتائیں کہ مولوی صاحب نے میرے سوالات کا کیسا جواب دیا انہوں نے فرمایا کہ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ آپکے سوالات کا نہایت عمدگی سے جواب دیا گیا کہ جس سے میرے دل پر بہت ہی اثر ہوا۔ اور جو جواب دیئے گئے۔ فی الواقع وہ ایسے تھے کہ جن کا جواب نہیں بن سکتا۔ اور نیز میرے سامنے انہیں نے بھی فرمایا کہ آپ کو معلوم ہے کہ جو سوالات میں نے مولوی محمد علی صاحب سے کئے تھے۔ ان کا جو جواب انہوں نے دیا وہ کیسا تھا۔ باوجودیکہ میں مولوی محمد علی صاحب کے علم کے مقابل کچھ بھی استعداد نہیں رکھتا۔ تاہم مجھے معلوم ہوتا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب کے جوابات معمولی انسان کی قابلیت سے بھی گرے ہوئے ہیں۔ اور وہ ایسے جوابات تھے جو کسی طرح سے بھی تسلی بخش نہیں تھے۔ میں نے اسوقت چوہدری خیر الدین صاحب سے کہا کہ وہ کیسے سوالات تھے۔ انہوں نے بتایا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے بیان کیا کہ میرے پاس مولوی محمد علی صاحب کی تحریر ہے۔ جسمیں انہوں نے پانچ سوال لکھے ہیں۔ اور مجھے انہوں نے اسلئے دی تھی کہ میں ان کو ان کے سوالوں کا جواب دوں۔ پھر انہوں نے مجھے وہ تحریر دکھائی اور جواب دینے کے لئے میرے حوالہ کی۔ میں نے اُن سے کہا تھا کہ میں ان سوالوں کا جواب لکھکر اخبار میں دیدونگا تا دوسرے لوگوں میں سے بھی کوئی فائدہ اٹھالے انہوں نے کہا۔ بہت اچھا۔ آپ جوابات کو اخبار میں چھپوا دیں۔ سو حسب وعدہ میں ان سوالات کا جواب ذیل میں دیتا ہوں ٭

پہلا سوال اور اس کا جواب

کیا وہ کلمہ گو جن کو حضرت مسیح موعود کی اطلاع نہیں پہونچی مسلمان ہیں یا دائرہ اسلام سے خارج ہیں

اسکے جواب میں اول تو یہ عرض ہے کہ ایسے کلمہ گو کہ جن کو حضرت مسیح موعود کی اطلاع نہیں پہونچی۔ وہ اس لحاظ سے کہ اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں۔ - - - - - انہیں مسلمان ہی کہا جائیگا۔ جیسا کہ ہر شخص کو کہ جس کا نام محمد فاضل یا نیک عالم ہے۔ خواہ وہ جاہل اور بد ہی ہو۔ بلحاظ اسم کے اسے محمد فاضل اور نیک عالم کہینگے۔ اور یہ اسلئے کہ مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ اپنی ضرورت بعثت کے لحاظ سے وہ زمانہ ہے۔ جسکے متعلق لکھا ہے۔ ایمان قرآن۔ دین ثریا پر اٹھ گیا ہوگا۔ اور اسے دوبارہ لانیوالے حضرت مسیح موعود ہونگے۔ اس صورت میں وہ لوگ کہ جنکو حضرت مسیح موعود کے دعوے کی اطلاع پہونچ گئی ہے۔ اور وہ لوگ کہ جن کو نہیں پہونچی۔ دونوں مسیح موعود پر ایمان لانے سے محروم اور بے نصیب ہونے کے باعث اصل اسلام اور اصل ایمان سے محروم سمجھے جائینگے۔ گو یہ الگ بات ہے۔ کہ اطلاع اور اتمام حجت کے بعد کا گروہ دوسرے گروہ کے مقابل قابل مواخذہ ہو۔ اور جسے اطلاع نہیں پہونچی اسے مواخذہ نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں۔

"کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا۔ اور وہ مکذب اور منکر ہے۔ تو گو شریعت نے جس کی بنا ظاہر پر ہے اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلف اللّٰہ نفساً الا وسعھا۔ قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔"

اب اس عبارت کو پڑھو۔ کہ اس میں کافی جواب ہے۔ حضرت مسیح موعود اپنے اس کلام میں جن لوگوں پر اتمام حجت نہیں ہوئی۔ دو طرح کے بیان کرتے ہیں۔ ایک مکذب دوسرے منکر۔ اب غور کرنے سے یہ مکذب اور منکر

بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ مکذب کہ جن پر اتمام حجت ہو چکی ہے اور پھر بھی تکذیب کرنیوالے ہیں۔ دوسرے وہ مکذب کہ جن پر اتمام حجت نہیں ہوئی۔ اور قبل از اتمام حجت تکذیب کرنیوالے ہیں۔ اسی طرح ایک وہ منکر کہ جن کو حضرت مسیح موعود کی اطلاع پہونچ چکی ہے۔ اور پھر بھی انکار کرنیوالے ہیں۔ دوسرے وہ کہ جن کو اطلاع نہیں پہونچی۔ وہ بھی عدم اطلاع کی وجہ سے انکار میں ہی ہیں۔ اور گو ان کا انکار کسی علم کی بنا پر نہیں تاہم وہ منکروں کے حکم میں ہی داخل ہیں۔ کیونکہ اگر ہم انہیں منکر نہ کہیں تو کیا مومن کہیں۔ پھر جب مومن کہنا بھی صحیح نہیں تو نفیٔ ایمان کو انکار کے حکم میں ہی سمجھا جائیگا۔ آگے یہ دوسری بات ہے کہ کسی کا انکار اطلاع کے بعد ہو یا قبل از اطلاع ۔

پھر اس سوال کے جواب کے لئے آنحضرت کے انکار کا مسئلہ بھی حجت ملزمہ ہے۔ کیونکہ وہ اہل کتاب جو آنحضرت کے وقت موجود تھے یا آج بھی موجود ہیں۔ لیکن انہیں آنحضرت کی اطلاع نہیں پہونچی۔ کیا باوجودیکہ وہ اہل کتاب ہونے کی حیثیت سے اپنے موجودہ اسلام کے مطابق مسلمان ہی کہلاتے ہوں۔ آنحضرت کے ظہور کے بعد ان کا آپکے دعوے سے غیر مطلع ہونے کا عذر انہیں مسلمان اور مومن رہنے کے لئے کفایت کر سکتا ہے یا انہیں کافروں اور منکروں کے حکم میں ہی شامل ہونا پڑے گا۔ بس اسی طرح پر ان لوگوں کو قیاس کر لیجیئے کہ جن کو حضرت مسیح موعود کی اطلاع نہیں پہنچی وہ بھی عدم اطلاع سے انکار میں رہنے والے ہو کر ایک قسم کے منکر ہی ثابت ہوئے ۔

دوسرا سوال اور اس کا جواب

مولوی محمد علی صاحب کا دوسرا سوال یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کا یہ فتوے کہ جو لوگ آپکے حق میں خاموش اور درمیانی حالت میں ہیں۔ ان کا جنازہ اپنے امام کے پیچھے پڑھ لینا جائز ہے۔ جو تشحیذ الاذہان میں چھپا ہوا ہے۔ اسوقت قابل اتباع ہے یا نہیں ؟

اس سوال کے جواب میں یہ عرض ہے کہ ایک وہ وقت تھا جبکہ حضرت مسیح موعود نے باوجود اپنے دعوے کی اعلان کرنے کے یہ فتوے دیا ہوا تھا کہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو۔ اور آپکی جماعت ایک مدت تک غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتی رہی۔ لیکن اسکے بعد تحفہ گولڑویہ میں اس پہلے ارشاد کے خلاف یہ حکم صادر فرمایا کہ تم پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ تم کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ اب کوئی پہلے ارشاد کو لیکر اب تک غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتا پھرے۔ اور اس پچھلے کی پرواہ نہ کرے تو سمجھا سکتے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے خلاف منشاء اپنے اعمال کو ضائع کرے اور کیا ہے۔

اسی طرح جب حضرت مسیح موعود نے خاموش اور درمیانی حالت والے لوگوں کو غیر کافر قرار دیا تو اسکے مطابق آپ کا یہی ارشاد تھا۔ لیکن بعد میں جب آپنے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۳ پر یہ فتویٰ لکھدیا کہ مکفر اور منکر دونوں کافر ہیں۔ اور یہ کہ جسکو میری دعوت پہونچ گئی ہے اور اُسنے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں۔ تو اس صورت میں ایسا خاموش اور درمیانی حالت میں رہنے والا کہ جو آپ کی دعوت کے پہونچ جانے کے بعد بھی آپکو قبول نہیں کرتا۔ بلکہ صُمٌّ بُکمٌ خاموش اور درمیانی حالت میں رہنا پسند کرتا ہے۔ وہ اس فتوے سے بچ نہیں سکتا۔ ضرور ہے کہ قبول کرے یا انکار۔ اگر قبول نہیں کرتا تو بے شک آپکے اس فتوے کے مطابق کافر اور غیر مسلم ہے۔ اب پہلے تو بعض منافق طبع لوگوں کو خاموشی اور درمیانی حالت فائدہ دیگئی۔ اور انہوں نے فائدہ اُٹھا لیا۔ لیکن اسکے بعد جب مسیح موعود نے دیکھا کہ ایسے منافق باوجودیکہ ان پر اور بھی کثرت سے نشانوں کے ساتھ اتمام حجت کی۔ اور پھر بھی اُن کی مُہر سکوت نہیں ٹوٹی۔ تو اب ان کی خاموشی اور درمیانی حالت سے انہیں پہلی طرح معذور نہیں قرار دیا۔ بلکہ ان کی اس خاموشی اور درمیانی حالت کو شرارت نفس پر مبنی سمجھکر ان کو بھی نہ ماننے والوں میں داخل کرکے کافروں میں سے ہی قرار دیا۔ اور ان پر بھی فتوی کفر لگا کر اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ اب جو حکم جنازہ وغیرہ کا کافروں کے متعلق ہے وہی فتوے ان خاموش اور درمیانی حالت والے منکروں کے حق میں ہے ۔

تیسرا سوال اور اُس کا جواب

تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود کو نہیں مانتے اور انکو تبلیغ پہونچ چکی ہے کُل کے کُل کافر ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے خلیفہ رشید الدین صاحب کی لڑکی کا رشتہ ایسے غیر احمدیوں میں کیوں کرایا۔ اور حضرت مولوی صاحب مرحوم نے اس کا نکاح کیوں پڑھا۔ کیا کافروں کو لڑکی دینی جائز ہے ؟

بے شک جو لوگ مسیح موعود کو نہیں مانتے اور ان کو تبلیغ پہونچ چکی ہے۔ کُل کے کُل کافر ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے خلیفہ رشید الدین صاحب کی لڑکی کا رشتہ کرانے کے متعلق یہ عرض ہے کہ اوّل تو مسیح موعود نے یہ رشتہ نہیں کرایا۔ بلکہ یہ رشتہ خلیفہ صاحب کے رشتہ داروں نے کرایا۔ جنہوں نے خلیفہ صاحب کو اس بات پر مجبور کیا کہ اگر ایک لڑکی قادیان میں دیجاتی ہے تو دوسری لڑکی یہیں دی جائے۔ جبپر خلیفہ صاحب نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا تو حضرت صاحب نے محض اس بنا پر کہ خلیفہ صاحب کیثیت احمدی ہونے کے جس لڑکے کی نسبت رشتہ کے متعلق کہتے ہیں۔ وہ ضرور خلیفہ صاحب کے موافق ہی ہوگا۔ اس لئے آپنے اجازت لڑکے کے احمدی اور سلسلہ میں داخل ہونے کے خیال پر اجازت کا اظہار فرمایا ابد اسپر یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود نے خلیفہ صاحب کی لڑکی کا رشتہ [illegible] کیوں کرایا۔ کسقدر افترا اور بہتان ہے۔ اگر [illegible] ہے۔ تو پھر جب حضرت مسیح موعود کو لڑکے کے غیر احمدی ہونے کے متعلق علم ہوا۔ تو آپنے اس رشتہ کے متعلق اظہار ناراضگی کیوں فرمایا بلکہ اتنا ہی نہیں بلکہ آپنے فرمایا کہ ہم حقیقۃ الوحی لکھ رہے ہیں۔ جب ختم ہو جائیگی تو کتاب لڑکے کو دینا۔ اگر وہ مان گیا۔ اور احمدی ہو گیا تو رخصتہ کر دینا نہ ہوا تو فسخ کرنا۔ لیکن حقیقۃ الوحی لکھتے لکھتے درمیان میں کچھ عرصہ کتاب کا لکھنا ملتوی ہو گیا۔ اور جب کتاب شائع ہوئی۔ اور اسپر ایک عرصہ ہو گیا۔ تو حضور کی یاد سے وہ بات حکمت الٰہیہ سے اُتر گئی۔ اسی اثناء میں حضور کا وصال ہو گیا۔ اور رشتہ کی بات کے متعلق کسی قسم کا تذکرہ نہ چھڑا۔ اسکے بعد حضرت خلیفہ اوّل سے بھی جب نکاح خوانی کے متعلق کہا گیا تو انہی الفاظ میں کہ جو نکاح خوانی کے لئے موئید اور مفید مطلب تھے۔ یعنے صرف اتنا حصہ تو ذکر کر دیا گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود کی اجازت سے یہ رشتہ ہوا تھا۔ اور یہ نہ ذکر کیا کہ آپ کو لڑکے کے غیر احمدی ہونے کے علم کے بعد ناراضگی ہوئی۔ اور حقیقۃ الوحی کے پڑھنے اور احمدیت

کرکے قبول کرنے کی شرط پر رشتہ دینا قرار پایا۔ اب مولوی محمد علی صاحب نے آگے پیچھے سے باتوں کو کاٹ چھانٹ لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثال کی طرح مفید مطلب معنوں میں سادہ طبع لوگوں کو مغالطہ دینے کے لئے صرف دو فقرے پیش کر دئیے ہیں۔ کہ مسیح موعود نے خلیفہ صاحب کی جو احمدی ہیں۔ لڑکی کا رشتہ غیر احمدیوں سے جوڑ کا فرتھے کرایا۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب نے اس لڑکی کا نکاح پڑھا۔

لیکن خدا کا شکر ہے کہ واقعات صحیحہ کا علم رکھنے والے ابھی تک زندہ اور موجود ہیں۔ خصوصاً لڑکی کی والدہ موجود ہے جس نے بار بار اس بات کا ذکر کیا کہ حضرت مسیح موعود اس رشتہ پر سخت ناراض تھے۔ اور حضور کی ناراضگی بجا تھا اور درست تھی۔ کیونکہ آپ نے اپنی بصیرت نبوت اور فراست سے سمجھ لیا تھا کہ یہ رشتہ لڑکی کے دین اور ایمان پر سخت برا اثر ڈالنے والا ہوگا۔ جیسا کہ بعد میں ایسا ہی ظہور میں آیا کہ لڑکی ہاں وہ لڑکی کہ جس کا باپ خلیفہ رشید الدین صاحب جیسا مخلص احمدی ہے۔ وہ محض غیر احمدیوں کے ہاں بیاہے جانے کی شامت سے مسیح موعود کی مکفر اور مکذب ہے۔ جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ مسیح موعود [illegible] کے ہاں رشتہ دینے سے منع کرنا کیسی عظیم الشان حکمت اور مصلحت پر مبنی تھا۔ اب کس قدر افسوس ہے کہ غیر مبائعین بجائے ان کا مصنوعی اور نام کا امیر ایسے حالات کو مشاہدہ کرنے کے بعد بھی اپنی ضد اور ہٹ سے باز نہیں آتا۔ حالانکہ غیر احمدیوں کے ہاں رشتہ کرنے سے معصوم لڑکیوں کے دین کی تباہی کا وقوع میں آنا ضروری ہے۔ جب کہ خلیفہ صاحب کی وہ لڑکی غیر احمدیوں کے ہاں غیر احمدی اور مکفر اور مکذب حالت میں ہے۔ تو اب اس کے متعلق اعتراض کیسا۔ اعتراض کی صورت تو تب تھی۔ کہ لڑکی احمدی ہوتی مادہ جنکے ہاں بیاہی گئی تھی۔ وہ سب کے سب غیر احمدی ہوتے اسوقت سوال ہوسکتا تھا۔ کہ احمدی لڑکی غیر احمدیوں کے ہاں کیوں ہے۔ اور کیوں اُسے غیر احمدیوں کے ہاں بیاہنے سے تکلیف میں ڈالا گیا ہے۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ چلو یوں ہی سہی۔ اس بات کو بھی مان لیتے ہیں کہ حضرت صاحب کی اجازت سے یہ رشتہ ہوا پر کیا ماموروں کی ایسی اجازت یا ایسا فعل جو کسی حکمت اور مصلحت کے نیچے خصوصیت کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور جو قانون کی صورت میں نہیں۔ بلکہ از قسم مستثنیات ہو۔ اسے اپنی طرف سے عمومیت کا رنگ دیکر قانون کی صورت میں پیش کرنا دیندار اور تقویٰ شعار لوگوں کا کام ہے یا ملحدوں کا۔ اگر مستثنیات یا خصوصیات کو عمومیت کا رنگ دیکر قانون کی صورت میں لانا جائز ہے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح آپ کی اُمت کے لوگوں کو نو تک بیویاں کر لینا۔ کیوں جائز نہیں۔ اور کیوں قانون شریعت صرف چار تک اجازت دیتا ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ نو تک کرنا قانون کے مستثنیات سے ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بردہ کو ایک کم سن بکرے کی قربانی کے لئے اجازت دی لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ اسکے بعد قیامت تک پھر ایسا جانور قربانی کے لئے قبول نہیں کیا جائیگا۔ اب کوئی اس اجازت کو عام رنگ میں سمجھ کر قربانی کے لئے کم سن جانور کو ذبح کر دیا کرے۔ تو کیا یہ جائز ہوگا۔ پھر مسیح موعود کے مکفرین اور منکرین کے کافر ہونے کے فتوے کے بموجب لا ھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن کے رو سے جب غیر احمدیوں کو لڑکی دینا حلال ہی نہیں۔ تو اس صریح حکم کے بعد چون و چرا کرنا کسی مومن اور حق پرست انسان کا کام نہیں ہوسکتا۔ اور اگر مسیح موعودؑ کی اس اجازت سے یہ استنباط کرنا مقصود ہے کہ حضرت ممدوح کی اجازت غیر احمدیوں کو کافر نہیں بننے دیتی بلکہ اس سے وہ مسلمان ثابت ہوتے ہیں۔ تو پھر بھی اس اجازت سے کم از کم ہندوستان اور پنجاب کے غیر احمدی لوگ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ کیونکہ وہ مکفر ہیں۔ اور باوجود اتمام حجت کے ابھی تک منکر ہیں۔ پھر انہیں دوسری طرف بصراحت حضرت مسیح موعود کا فتویٰ کھلے الفاظ میں کافر ٹھہراتا ہے۔ شک ہو تو پڑھو۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ سے عبارت ذیل :-

" یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے "

پس غیر احمدیوں کے ہاں لڑکیاں دینے کے لئے حضرت مسیح موعود کے کام اور فتویٰ سے تو کوئی حیلہ نہیں نکالا جاسکتا۔ اور کم از کم نہ ہی پنجاب کے اندر یہ مکر چل سکتی ہے۔ ہاں اگر وہ غیر احمدی ہونے کا اعلان کر دیں یا ایشیا سے نکلکر یورپ اور امریکہ کے کسی ایسے گوشہ میں جہاں احمدیت کیا اسلام کی آواز بھی آج تک نہیں پہونچی۔ ہجرت کر جائیں۔ تو شاید کوئی نیک صورت جو ان کے مفید مطلب ہو نکل آوے۔ لیکن پھر وہاں غیر مسلموں کے ہاں لڑکیاں دینے کے لئے حیلے تراشنے پڑینگے۔ اور ممکن ہے کہ مولوی محمد علی جیسے چودھویں صدی کے نئے مجتہد اس مسئلہ کے جواز کے لئے بھی کوئی صورت پیدا کر لیں۔ مثلاً یہ کہ ابتدائی زمانہ میں آنحضرتؐ نے اپنی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم نام ابو لہب جیسے دشمن اسلام کے دونوں لڑکوں عتبہ اور عتیبہ کے ساتھ بیاہ دی تھیں۔ آگے یہ دوسری بات ہے۔ کہ سورۃ تبت کے نزول کے بعد ابو لہب نے ان دونوں کو طلاق دلوا دی لیکن اس سے مولوی مجتہد صاحب کے نزدیک صورت جواز تو نکل سکتی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ محض اضطرار یا بعض اخلاقی حالتوں کی وجہ سے جو اسلامی شعار غیر مسلموں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ انہیں مسلم قرار دیکر مطلب براری کی راہ کھل جائے۔ جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب کے چھوٹے پیارے بھائی خواجہ صاحب ولکنگ میں قریباً اسی نہج پر عمل پیرا ہو رہے ہیں۔ اعاذنا اللہ من ھذہ الفتنۃ والسفاھۃ۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ)

زار کی حالت زار

اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا ہے۔ کہ زار کی معزولی ذاتی جائداد لاوارث ملک کی طرح لوگوں میں تقسیم کی جارہی ہے پیٹرو گراڈ کا ایک مراسلہ بیان کرتا ہے کہ عنقریب عارضی گورنمنٹ زار کی ذاتی جائداد کا فیصلہ کریگی دہقانوں کی جماعت کثیر اس غرض موقع پر پہنچ رہی ہے کہ تقسیم اراضی کے وقت وہ بھی اپنا حصہ لے سکیں۔ انقلاب پسند جماعت زار اور اس کے خاندان پر مقدمہ چلانے کے لئے شور مچا رہے ہیں تجویز کی جارہی ہے کہ زار کے شاہی گاؤں کا نام نوجی گاؤں

ہندوستان کی خبریں

قرضہ جنگ۔ قرضہ جنگ میں اسوقت تک ۱۸۸۹۶۴۴ روپیہ جمع ہو چکا ہے ۔

پلیگ سے اموات۔ ہفتہ مختتمہ ۴ مئی میں ہندوستان میں پلیگ کے ۸۰۰۶ کیس اور ۶۱۴۵ اموات ہوئیں ۔

مندر میں چوری ۸ مئی کی رات کو ڈھاکہ میں کالی دیوی کے مندر میں چوری کی واردات ہوئی کہا جاتا ہے کہ چور دیوی کے تمام زیورات چرا کر لے گئے پولیس مصروف تحقیقات ہے ۔

دھرم سالہ میں زلزلے سے نقصان۔ ۱۰ مئی کی صبح کو بوقت ۳½ بجے دھرمسالہ میں زلزلہ کا سخت جھٹکا محسوس کیا گیا اسوقت تک جو حالات معلوم ہوئے ہیں۔ انسے معلوم ہوتا ہے کہ صرف دو جانوں کا نقصان ہوا۔ ابتہ زخمی بہت سے ہوئے۔ چھاؤنی میں کوئی چوٹ نہیں آئی موٹر سٹیشن میں بھی جہانتک یورپین باشندوں کا تعلق ہے سب بچ گئے۔ اگرچہ سنا گیا ہے کہ بازار میں چند مکانات کو بہت سخت نقصان پہنچا۔ اور چند اشخاص کو سخت چوٹیں آئیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مکلوڈ گنج میں سخت جھٹکا محسوس ہوا اور کم از کم دو مکانات کو سخت نقصان پہنچا ۔

پہلے جھٹکے کے بعد ۵½ بجے صبح دو اور جھٹکے آئے ضلع کانگڑہ کی کئی تحصیلوں سے موصول شدہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ غیر معمولی طور پر سخت تھا کلو کانگڑہ اور نور پور میں کوئی نقصان نہیں ہوا۔ صرف پالمپور میں چند عمارتوں کو سخت نقصان پہنچا لیکن کوئی نقصان جان نہیں ہوا ۔

ولایتی ڈاک میں تغیر۔ اسوقت تک انگلستان سے ہفتہ وار خطوط اور اخبارات ہندوستان آتے تھے اب جہازرانی کی مشکلات میں سہولت پیدا کرنے کیلئے گورنمنٹ ہند نے سکرٹری آف اسٹیٹ کے مشورہ سے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ماہ جون سے ولایتی ڈاک بجائے ہفتہ کے ہر پندرہ دن کے بعد آئیگی اور جولائی سے ہندوستانی ڈاک بھی پندرہ روزہ انگلستان روانہ ہوگی ۔

حضور نظام کی امداد۔ حضور نظام نے یہ منظور فرمایا ہے کہ ریاست کے بیلنس سے ۷۵ لاکھ روپیہ قرضہ جنگ میں ادا کیا جائے۔

لالہ چند فلک اور لاہور کے چند دیگر زیر حراست نوجوانوں کے خلاف ۱۴ مئی کو مقدمہ شروع ہوگا ۔

مسٹر محمد علی شوکت علی و مسٹر ظفر علیخاں کی نظر بندیوں کے متعلق ۱۷ مئی کی شام کو لکھنؤ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جلسہ گورنمنٹ سے عرض معروض کے متعلق ہونے والا ہے ۔

صوبہ پنجاب میں ۲۱ اپریل کے ہفتہ میں ۵۳ بڑے شہروں میں ۸۳۵ بچے پیدا ہوئے۔ اموات کی تعداد ۵۴۷ تھی ۔

بغداد کو تار۔ محکمہ تار کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ ۱۰ مئی سے معمولی تار بغداد روانہ کیئے جاسکتے ہیں ۔

اخبار نویسوں کی عراق عرب سے واپسی۔ مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار اور مسٹر ہمنید پرشاد گھوش جو ہندوستانی پریس پارٹی میں عراق عرب گئے تھے۔ ہندوستان واپس آگئے ہیں ۔

ایک کتاب کا ہندوستان میں داخلہ بند۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ انگریزی کتاب موسومہ "کیا جاپان ایشیا کے لیئے خطرہ ہے" کا داخلہ ہندوستان براہ خشکی و تری ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مصنف کوئی صاحب تارک ناتھ داس ہیں اور یہ کتاب شنگھائی پریس میں چھپی ہے ۔

ایک جاپانی فاضل ہندوستان میں۔ مسٹر کیواجو سنسکرت اور بدھ مذہب کے بہت فاضل ہیں۔ حال ہی میں جاپان گورنمنٹ کے وظیفہ پر کلکتہ میں بدھ مذہب کے لٹریچر میں مزید تعلیم حاصل کرنیکی غرض سے کلکتہ وارد ہوئے ہیں۔ مسٹر ممدوح بدھ مذہب کی مشہور کتاب "ٹری پٹکا" کا چینی زبان میں ترجمہ بھی اپنے ساتھ لائے ہیں۔ اور یہ کتاب جو ۳۵ جلدوں پر مشتمل ہے ٹوکیو کی یونیورسٹی نے کلکتہ یونیورسٹی میں بطور تحفہ بھیجی ہے ۔

جنگ کی خبریں

برٹش فوج روئیو میں داخل ہوئی

لنڈن ۱۴ مئی برلن کے ایک سرکاری اعلان میں اعتراف کیا گیا ہے کہ برطانوی فوج بزدمعویو میں داخل ہوگئی اور لکھتا ہے کہ بیلکورٹ میں ایک بھاری جنگ جاری ہے توپخانہ کی آتشباری یائی پرس حائیسٹ علاقہ میں بڑی شدید ہو رہی ہے ۔

لنڈن ۱۵ مئی ایک برٹش اعلان مظہر ہے کہ ہم آج سکارپ کے شمال کی طرف ترقی جاری رکھی اور بعیو کی تسخیر کو مکمل کر لیا جسکی کہ بہت زبردست مدافعت کی گئی تھی اور جہاں گذشتہ ماہ نہایت سخت لڑائی ہوئی ۔

سامان غنیمت

لنڈن ۱۴ مئی رپوٹر کا نامہ نگار مقیم فرانسیسی ہیڈکوارٹرز مظہر ہے کہ جارحانہ کارروائی کے آغاز یعنی ۹ اپریل سے ۱۲ مئی تک ۹۷۵۹۴ قیدی جنمیں ۱۹۲۶ افسر ہیں ۲۴۴۲ توپیں ۸۶۳ خندقی مارٹر توپیں اور ۲۳۹۴۳ کلدار توپیں گرفتار کی گئیں جو متعدد توپیں اور کلدار توپیں ناکارہ کی گئیں ہیں وہ اسکے علاوہ ہیں ۔

فرانسیسیوں نے ایک بھاری حملہ رد کیا

لنڈن ۱۵ مئی ایک فرانسیسی اعلان مظہر ہے کہ براتے این لاڈ ناکس کے شمال مغرب میں علاقہ چیمن ڈی ڈیمز میں شدید گولہ باری کے بعد جرمنوں نے کل رات ٹیلہ نمبر ۰ کو ٹیس چیور کی طرف ایک وسیع محاذ پر حملہ کیا جسے ہماری کلدار توپوں کی باڑھ نے روکدیا ۔

جرمنوں کی کمک پہنچ گئی

لنڈن ۱۵ مئی اخبار ویسٹ منسٹر گزٹ مظہر ہے کہ مغربی محاذ پر افلانچ پہنچی ہیں برطانیہ کے خلاف جو افواج جمع کیگئی ہیں وہ نیا دھکا سہ سکتی ہیں ۔

آبدوز کشتیوں کے نقصانات

لنڈن ۱۵ مئی اخبار ٹیلیگراف نے یہ خبر دی ہے کہ ایک اہل جہاز سے دوسرا رخ کیا اور معلوم کیا کہ جرمن بحری آدمی بیان کرتے ہیں کہ کل ۳۲۵ آبدوز کشتیوں کا نقصان ہوا ہے اور برطانوی جالوں یا مائنز سے ۸ سے ۱۰ آبدوز کشتیوں کو نقصان ہوا ہے ۔